امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 3 شعبان المعظم 1435ھ بمطابق جون 2014ء شمارہ 4

فتح عظیم اور خیبر آپریشن کا مبارک آغاز

خیبر آپریشن کا کامیاب آغاز

گوانتانامو کے قیدی

انقلاب ثور واقعات اور حقائق

ٹونی بلیئر کے بیانات، مغرب کا اصل چہرہ

خیبر آپریشن اور اس کا تاریخی پس منظر

ہمارے صاحب حیثیت بھائی جہاد بالمال میں شرکت کر کے بے جا طور پر خوف کا شکار نہ ہوں۔

امارت اسلامیہ اقتصادی کمیشن کے سربراہ ابو احمد سے گفتگو

فرمان نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا تقاضی رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم فاغلظ لہ ،فھم اصحابہ ،فقال دعوہ فان لصاحب الحق مقالاۃ واشتروالہ بعیراً فاعطوہ ایاہ قالوالانجد الا افضل من سنہ ،قال اشتروہ فاعطوہ ایاہ فان خیرکم احسنکم قضاءً (رواہ مسلم)

ترجمہ:

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرضہ کا تقاضا کیا اور سخت کلامی کی، توآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (جو اس وقت موجود تھے اس کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا) ارادہ کیا توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو چھوڑ دو، کچھ نہ کہو کیونکہ صاحب حق کو کہنے کا حق ہے۔ اور اس کا قرض ادا کرنے کے واسطے ایک اونٹ خرید لاو اور اس کو دیدو۔ انہوں نے واپس آکر کہا (اس شخص کا اونٹ جس حیثیت کا تھا اس طرح کا اونٹ نہیں مل رہا ہے) صرف ایسا اونٹ ملتا ہے جو اس کے اونٹ سے زیادہ عمر کا اور زیادہ بڑھیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی خرید لاو، اس کو وہی دیدو کیونکہ تم میں سے وہ آدمی زیادہ اچھا ہے جو بہترین اور برتر ادا کرے۔ (صحیح مسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماهنامه

شریعت

جلد 3 شعبان المعظم 1435ھ بمطابق جون 2014ء شمارہ 4

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ : ولید افغان

نائب مدیر : شمس ابدالی

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- سلمان بدر
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- فتح عظیم اور خیبر آپریشن کا مبارک آغاز
- گوانتانامو سے رہائی پانے والے مجاہدین رہنماؤں کی آزادی کے متعلق عالیقدر امیر المؤمنین کا پیغام
- امارت اسلامیہ اقتصادی کمیشن کے سربراہ ابو احمد سے گفتگو
- خیبر کے نام سے شروع ہونے والے نئے آپریشن کے متعلق امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ
- بدخشان اور پنجشیر میں عظیم فتوحات
- 13 سال سے کیوبا میں قید 5 رہنماؤں کی آزادی کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ
- ڈاکٹر عبدالواسع عزام شہید رحمہ اللہ
- خیبر آپریشن کا کامیاب آغاز
- مغرب کا "آزادی اظہار" کا پرفریب نعرہ
- ایشیا میں امریکی سیاست
- انقلاب ثور واقعات اور حقائق
- افغانستان میں عیسائیت کی کوشش
- نکتہ چینی!
- امریکہ افغانستان سے فرار ہو کر کہاں جارہا ہے؟
- حالیہ افغان انتخابات: لٹیروں کی قرعہ اندازی
- امریکی سینیٹروں اور افغان جنگجو کمانڈروں کی شراکت داری
- گوانتانامو کے قیدی
- خیبر آپریشن اور اس کا تاریخی پس منظر
- جنگی جرائم [مئی]
- ٹونی بلیئر کے بیانات، مغرب کا اصل چہرہ
- سیکولرازم!
- افغانستان اپریل 2014 میں
- مئی کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

رابطہ کے لیے برقی پتہ:

shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:

www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زرتعاون: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک............40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات............30 ڈالر

بنگلہ دیش............28 ڈالر

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

فتح عظیم اور خیبر آپریشن کا مبارک آغاز

دنیا کے تمام مسلمانوں خصوصا مجاہدین کے لئے بڑی خوشی کا دن ہے کہ امت مسلمہ کے پانچ عظیم سپوت دشمن کی قید سے رہا کروالئے گئے جو اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم اور مسلمانوں کے لئے بہت بڑی فتح ہے۔

ویسے تو افغانستان پر صلیبی غاصبوں کی یلغار کے بعد جب سے جہادی صفیں منظم ہو گئی ہیں اور جہاد میں تیزی آگئی ہے تب سے ہر آنے والا دن گزشتہ دن سے بدتر نہیں بلکہ بہتر ثابت ہوتا آیا ہے، ہر سال دشمن کے لئے گزشتہ سال سے زیادہ مہلک اور ہر آنے والا موسم بہار پچھلے موسم بہار سے زیادہ وحشت ناک اور اوسان خطا کرنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کئی بار کر چکا ہے لیکن اب کے برس کچھ ایسا ہوا ہے جس نے اس موسم بہار کو گزشتہ بہاروں سے ممتاز کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ موسم بہار اپنے ساتھ بڑی بڑی خوشخبریاں لے کر آیا ہے، اور اس میں "خیبر" کے نام سے شروع کیا جانے والا بہار آپریشن بڑی فتوحات سے ہمکنار ہوا ہے جیسا کہ افغانستان کے دارالخلافہ کابل اور دیگر صوبوں میں دشمن کو مضبوط اور کمر توڑ ضربیں پڑیں جن کی تفصیل قارئین پڑھ چکے ہوں گے لیکن امارت اسلامیہ کا کیوبا کے گوانتانا موجیل میں قید اپنے اعلیٰ پائے کے پانچ مجاہدین قیدیوں کو ایک معمولی امریکی فوجی کے بدلے رہا کروانا مجاہدین کی بہت بڑی سیاسی اور عسکری فتح اور دشمن کی رسوا کن سیاسی اور عسکری شکست ہے۔ متکبر اور اپنے مادی وسائل پر مغرور امریکہ شائد اپنی تاریخ میں اپنے کسی دشمن کے مقابلے میں اتنے تنزل کا شکار ہوا ہو گا جس قدر افغانستان کی امارت اسلامی کے مقابلے میں ہوا ہے۔

ایک طرف ایک معمولی فوجی اور دوسری طرف چیف آف آرمی سٹاف ملا محمد فاضل۔ شمالی زون کے رئیس اور بلخ کے والی ملا نوراللہ نوری، وزیر داخلہ ملا خیراللہ خیر خواہ، انٹیلی جنس ادارے کے نائب سربراہ ملا عبدالحق وثیق اور سرحدی دستوں کے کمانڈر مولوی محمد نبی عمری جیسی نابغہ روزگار ہستیاں؟ بہت بڑی تفاوت ہے۔ یہ ایک حیران کن اور امریکہ کے لئے نقصان سے بھرپور تبادلہ تھا، جس سے وہ بخوبی واقف تھا لیکن اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود طالبان کے ہاتھوں اپنے قیدی چھڑانے میں ناکامی کے بعد صلح کے راستے اپنے فوجی کی رہائی امریکہ کی ایک بڑی مجبوری تھی، دوسری طرف اس موضوع پر کافی دباو اور پریشر کے باوجود امارت اسلامیہ کا موقف انتہائی سخت اور استقامت سے بھرپور تھا اس لئے امریکہ با دل ناخواستہ اس تبادلے کے لئے تیار ہوا۔

یہ کہ سیاسی اور عسکری میدان میں یہ تبادلہ مجاہدین کی ایک بڑی فتح ہے، ساتھ ہی یہ پیغام بھی لئے ہوئے ہے کہ مسلمانوں کو دشمن کی شر و فساد سے محفوظ و مامون رکھنے، سر اٹھا کر جینے اور عزت کا واحد راستہ جہاد ہی ہے۔ بالفرض اگر ان پانچ مجاہدین میں سے ایک کی رہائی کے لئے بھی دنیا کے تمام مسلمان برسوں امریکہ سے درخواستیں کرتے، منت سماجت کرتے، اشکوں کی بجائے آنکھ سے خون بہاتے، دن رات، سردی اور گرمی میں کروڑوں انسان احتجاجی مظاہرے اور بھوک ہڑتال کرتے تب بھی ممکن نہ تھا کہ امریکہ کے دل میں رحم آتا اور مسلمانوں کے مطالبہ کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن جب بہادر مجاہدین جوانوں نے جہادی میدان میں امریکیوں کو کثیر جانی ومالی نقصانات سے دوچار کیا اور ایک معرکہ میں ایک امریکی فوجی کو زندہ پکڑنے اور چند برسوں تک اپنی حراست میں رکھنے میں کامیاب ہوئے تو مغرور امریکہ ناک رگڑنے پر مجبور ہوا اور وہ مطالبہ مان لیا جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

امارت اسلامی کے قائدین کہا کرتے تھے کہ قطر دفتر نے دنیا کو اپنا پیغام پہنچانے کے ساتھ ساتھ امریکہ سے بات چیت بھی کی ہے لیکن یہ بات چیت مادی مفادات، ہتھیار ڈالنے اور کابل ادارے کے ساتھ مشترک حکومت قائم کرنے بارے میں ہرگز ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ بات چیت صرف امریکیوں کے پاس قید مجاہدین کی رہائی کے سلسلے میں تھی۔ تو آج اللہ تعالیٰ نے عملاً امارت اسلامیہ کے سربراہان کی سچائی آشکار کر دی، جس سے پوری قوم امریکہ کے ساتھ جاری طالبان کے مذکرات کے حوالے سے مطمئن ہو گئی۔ الحمدللہ

امت مسلمہ مطمئن رہے کہ امارت اسلامیہ کبھی بھی اپنے عالی اہداف پر مادی مفادات کو ترجیح نہیں دے گی اور نہ ہی مجاہدین کی قربانی اور پاک خون پر کسی سے سودا بازی کرے گی۔ ورنہ یقیناً اگر امارت اسلامیہ چاہتی تو اس ایک قیدی کے بدلے امریکہ سے خطیر رقم وصول کر سکتی تھی لیکن امارت اسلامیہ نے اس کو نظر انداز کر کے اپنے اہداف اور ساتھیوں کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے اعلیٰ روایات کی پاسداری کی۔

مقاصد سے دستبردار ہونا اور ہمارے ساتھ اپنے مقاصد اور اہداف کا سودا کرنا اب دشمن کا مقدر رہے اس لئے کہ اب ہم فتح کے ساحل تک پہنچ چکے ہیں اور ان شاء اللہ "خیبر" ہمارا آخری فاتح آپریشن ثابت ہو گا۔

گوانتاناموسے رہائی پانے والے مجاہدین رہنماؤں کی آزادی کے متعلق

عالیقدر امیر المؤمنین کا پیغام

گوانتاناموجیل سے امارت اسلامیہ کے پانچ اہم مجاہد رہنماؤں کی رہائی کے متعلق، افغان مسلم عوام، سرفروش مجاہدین اور قیدیوں کے اقرباء اور خاندان کو اس عظیم فتح کی مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ مجاہدین کی بے دریغ قربانیوں کی برکت اور امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کے مدبرانہ جدوجہد کے نتیجے میں امارت اسلامیہ کے پانچ رہنماؤں نے گوانتاناموجیل سے اللہ تعالی کی نصرت کی بدولت بحفاظت رہائی پائی۔

اس عظیم کامیابی اور فتح کا تقاضہ ہے کہ تمام مجاہدین رب منان کی بارگارہ میں سربسجدہ ہوں۔ جس نے ہمارے مجاہد عوام کی قربانیوں پر اثرات مرتب کیے اور دشمن کے چنگل سے ہمارے مجاہدین کو رہائی دلائی۔

ان اہم رہنماؤں کی رہائی کے لیے میں تمام مجاہدین، رہبری شوری امارت اسلامیہ، امریکی فوجی بوی رابرٹ برگڈل کو گرفتار اوران کی نگرانی کرنے والے مجاہدین، رہنماؤں، امت مسلمہ اور اس عظیم کامرانی میں شریک تمام لوگوں کی جدوجہد قابل ستائش ہے۔

میں اللہ تعالی سے مزید توفیق کا دعا کرتا ہوں۔

اس حوالے سے مملکت قطر اور اس کے امیر جناب شیخ تمیم بن حمد بن خلیفہ آل ثانی کا بھی شکر گزار ہوں، جنہوں نے مذکورہ رہنماؤں کی رہائی میں مخلصانہ جدوجہد، ثالثی اور میزبانی کا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالی سے ان کے لیے دنیا میں عوض اور آخرت میں اجر کا خواستگار ہوں۔

اللہ تبارک وتعالی ان رہنماؤں کی طرح ہمارے ان تمام مظلوم ہم وطن قیدیوں کو رہائی عطافرمائے جو اپنے ملک کی آزادی اور دین کی خدمت کی راہ میں پابند سلاسل ہیں۔

یہ عظیم کامیابی ہمیں اپنے ملک کی مکمل آزادی کی نوید سناتی ہے اور ہمیں مزید اطمینان دلاتی ہے، کہ ان شاءاللہ افغان مجاہد عوام کی آرزوؤں کی ناؤ اب ساحل کے بہت قریب پہنچ چکی ہے۔ ان شاءاللہ وماذلک علی اللہ بعزیز

خادم اسلام ملا محمد عمر مجاہد

03/ شعبان المعظم 1435ھ

یکم جون 2014ء

ہمارے صاحب حیثیت بھائی جہاد بالمال میں شرکت کرکے بے جا طور پر خوف کا شکار نہ ہوں۔

امارت اسلامیہ اقتصادی کمیشن کے سربراہ ابو احمد سے گفتگو

گفتگو: حبیب مجاہد

محترم قارئین!

امارت اسلامیہ افغانستان ایک فعال نظام کی حیثیت سے افغانستان کے تقریبا 80 فیصد حصے پر حاکم ہے۔ اس کے مختلف عسکری اور عوامی شعبوں کے ساتھ ساتھ ایک اہم ادارہ اقتصادی اور مالی امور کا کمیشن بھی ہے۔ جو امارت اسلامیہ کی تشکیلات میں وزارت مالیات یا مرکزی بینک کے طور پر مالی امور میں متصرف سمجھا جاتا ہے۔ اس کمیشن کے امور کے متعلق معلومات آپ کے ساتھ شریک کرنے کے لیے اس بار انٹرویوز کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن کے سربراہ محترم ملا ابو احمد سے گفتگو کی ہے جو آپ کے پیش خدمت ہے۔

سوال: سب سے پہلے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ ہمارے قارئین کو اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: نام ملا ابو احمد صوبہ قندھار کا رہائشی ہوں۔ امارت اسلامیہ کی تاسیس کے وقت سے اب تک امارت اسلامیہ میں مختلف شعبوں میں خدمت کرتا رہا ہوں۔ فی الحال امارت اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن کے ذمہ دار کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔

سوال: اقتصادی کمیشن کے حوالے سے اگر کچھ معلومات ہمیں دی جائیں، اسی طرح اس کی فعالیت کی کارکردگی پر اگر کچھ روشنی ڈالیں تو مہربانی ہوگی۔

جواب: اقتصادی کمیشن امارت اسلامیہ کی تمام تر تشکیلات میں تمام مالی امور کا ذمہ دار کمیشن ہے۔ یہ کمیشن مالی تعاون جمع کرنے اور حسب ضرورت واپس اس کی حوالگی کا ذمہ دار ہے۔ امارت اسلامیہ کے تمام شعبہ جات کو رقوم کی ادائیگی اور منتقلی اسی کمیشن کے ذریعے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے مطابق اصولی طور پر اسے خرچ کیا جائے۔

اقتصادی کمیشن ماہانہ کے حساب سے تمام کمیشنوں کو مقررہ اہداف کے مطابق حسب ضرورت بجٹ فراہم کرتا ہے۔ مہینے کے آخر میں گذشتہ ماہ کے بجٹ کی تمام جزئیات کی تحریری رپورٹ طلب کرتا ہے۔ اس شعبے میں اصول یہ ہے کہ ایک ایک روپے کے خرچ کرنے کی وجہ اور تمام مشخصات واضح ہونے چاہئیں۔ تاکہ رقوم کی گمشدگی کا راستہ روکا جاسکے۔ گذشتہ ماہ کے اخراجات کی مکمل رپورٹ دینے کے بعد متعلقہ کمیشن کو آئندہ ماہ کے لیے بجٹ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک شفاف میکانزم کا تعین کیا گیا ہے۔ جس کی برکت سے آج امارت اسلامیہ کے نظام میں سو فیصد شفافیت ہے۔ الحمد للہ جو شفافیت اپنے دور حکومت میں امارت اسلامیہ کی سب سے بڑی خاصیت رہی اسی طرح اب بھی امارت اسلامیہ اپنے اسی پہچان کو برقرار رکھتے ہوئے بہت شفاف طریقے سے اپنے مالی حسابات مرتب کرتی ہے۔

سوال: آپ نے امارت اسلامیہ کی تشکیلات اور کمیشنز کے حوالے سے بات کی، آپ امارت اسلامیہ کے دیگر کمیشنز کے متعلق تھوڑی سی تفصیل بتادیں تاکہ امارت اسلامیہ کے مصارف اور شعبہ جات کے متعلق کچھ معلوم ہوسکے

جواب: امارت اسلامیہ کے کمیشنز کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اپنے احاطہ کار میں ہر کمیشن کے کام بہت زیادہ ہیں۔ محاکم امارت اسلامیہ، عسکری کمیشن ، ثقافتی و میڈیا کمیشن، تعلیم و تربیت کمیشن، کمیشن برائے دعوت وارشاد، کمیشن برائے امور صحت، عوامی نقصانات کی روک تھام کا ادارہ، کمیشن برائے جیل خانہ جات، شہداء، زخمیوں، یتیموں کے امور کا ادارہ، سیاسی کمیشن، کمیشن برائے این جی اوز و رفاہی ادارہ جات۔

ان اداروں کی کارکردگی کے حوالے سے مثال کے طور پر عرض کروں: شعبہ صحت زخمیوں، مفلوجوں، معذوروں اور آزاد ہونے والے قیدیوں کے علاج کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں کہ افغانستان میں جنگ میں زخمی اور معذور ہونے والے افراد کی تعداد انتہائی زیادہ ہے۔ اور ہر سال اس میں ہزاروں کا اضافہ ہوتا ہے۔ کمیشن برائے صحت کے تخمینے کے مطابق ہر زخمی، معذور یا مفلوج مریض پر آنے والے متوسط اخراجات دو لاکھ افغانی

تک پہنچ جاتا ہے۔ جو ڈالروں کے حساب سے چار ہزار ڈالر سے زیادہ کے بنتے ہیں۔ ان میں بعض ایسے مریض بھی آتے ہیں جن پر آنے والے اخراجات اس سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ کمیشن برائے جیل خانہ جات افغانستان کی تمام جیلوں میں قیدیوں کا مالی تعاون کرتا ہے۔ افغانستان کی جیلوں میں ہزاروں قیدی بلا کسی جرم وخطا کے جیلوں میں پڑے ہیں۔ امارت اسلامیہ ایک ذمہ دار اور پابند عہد تحریک کی حیثیت سے ان قیدیوں کا تعاون اپنا اسلامی فریضہ سمجھتی ہے۔ اسی لیے کمیشن برائے جیل خانہ جات کے نام سے ایک الگ کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ جو مظلوم قیدیوں کے علاج اور ان کے روزمرہ اخراجات کے لیے ان سے تعاون کرتا ہے۔

شہداء، یتیموں اور معذوروں کے کمیشن نے امریکی جارحیت کے بعد سے اب تک جو بچے یتیم ہوگئے ہیں افغانستان کے 34 صوبوں میں سروے کر کے ان کی لسٹیں جمع کی ہیں۔ اسی طرح مفلوج مریضوں اور معذور افراد کے ساتھ بھی تعاون کیا جاتا ہے۔ اس طرح بہت سے افراد ہمارے معاشرے میں ہیں جن کے دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، دونوں آنکھیں معذور ہو چکی ہیں۔ ادھر پورے خاندان کی کفالت ان کے ذمے ہے۔ امارت اسلامیہ کے تعاون کے علاوہ ان کا اور کوئی چارہ بھی نہیں۔ یتیموں کے ساتھ نقد تعاون کے علاوہ امارت اسلامیہ کے تعلیمی کمیشن کی جانب سے ان کے لیے دارالایتام بھی بنائے گئے ہیں۔ تاکہ افغانستان کی یہ بے سرپرست نسل دینی وعصری تعلیم سے بے بہرہ نہ رہے۔ ان کا مستقبل روشن ہو۔ دعوت وارشاد کمیشن کے ذمے ان لوگوں کی دینی رہنمائی ہے جو دشمن کی صف میں کھڑے ہیں۔ عوامی نقصانات کی روک تھام کے لیے کام کرنے والے کمیشن کی کوشش ہوتی ہے کہ عوامی اور نہتے لوگوں کو دشمن کی اذیت روک سکیں۔ عوامی نقصانات کے وقوع کے دوران یہ کمیشن متاثرہ خاندانوں سے نقد تعاون کرتا ہے۔ اسی طرح دیگر سارے کمیشنز اپنے اپنے شعبے بہت بڑی خدمات اور بھاری بھر کم مصارف رکھتے ہیں۔ چونکہ ان تمام کمیشنز کا مالی واقتصادی رسد اقتصادی کمیشن فراہم کرتا ہے اس لیے ان تمام امور کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقتصادی کمیشن بالواسطہ طور پر افغانستان کے مظلوم عوام، ہزاروں مجاہدین، مہاجرین، بیواؤں، یتیموں، معذوروں، زخمیوں، قیدیوں اور معذور افراد کا کفیل ہے۔ اکثر خاندانوں کی معیشت اسی تعاون سے وابستہ ہے۔

سوال: جیسا کہ آپ نے بھی اس جانب اشارہ کیا کہ امارت اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن کے توسط سے متعلقہ کمیشن کے ذریعے ہزاروں یتیموں، معذوروں، قیدیوں اور دیگر مظلوم مسلمانوں سے تعاون کیا جاتا ہے۔ چونکہ سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ ایک جسم اور ایک وجود کی مانند ہیں۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر کوئی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے درد میں شریک ہو۔ اپنی بساط کے مطابق اس سے تعاون کرے۔ بلاشبہ اندرون افغانستان، پڑوس ممالک اور دنیا کے دیگر ممالک میں ہمارے مسلمان بھائی خود کو اس درد میں شریک سمجھتے ہیں۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے عوام کے مظلوم اور بے سہارا یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور زخمیوں سے تعاون کریں۔ اگر یہ لوگ امارت اسلامیہ کے توسط سے ان مظلوموں سے تعاون کرنا چاہیں تو وہ کس طریقے سے اپنا نقد تعاون آپ کو پہنچائیں گے اور آپ کے ذریعے مظلوم مسلمانوں پر خرچ کریں گے۔

جواب: مسلمان اہل خیر بھائی اگر اپنے ضعیف اور محتاج بھائیوں سے تعاون کرنا چاہیں تو اپنا تعاون امارت اسلامیہ کے اقتصادی کمیشن تک پہنچادیں۔ تاکہ اصولی اور شفاف طریقے سے اپنے مصارف میں انہیں خرچ کیا جاسکے۔ اس کے لیے افغانستان کے اندر، پڑوسی ممالک یا ان کے علاوہ دیگر ممالک میں اقتصادی کمیشن کے ذمہ داروں سے رابطہ کر کے ان اپنی امداد پہنچادیں۔ پوری سہولت اور تحقیق کے ساتھ اپنا تعاون ہم تک پہنچانے کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کریں۔

0093705790094-----0093777474287

ان نمبروں پر رابطے کے ذریعے کمیشن کے حکام تک پہنچ کر اپنا تعاون ان کے حوالے کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایمیل کے ذریعے آپ ذیل کے ایمیل ایڈریس پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

iea_donation@outlook.com

Financecm.iea@gmail.com

۔ذمہ داروں سے رابطہ کر کے آپ اپنا تعاون پہنچانے کا طریقہ طے کرلیں۔

اسی طرح وہ مسلمان بھائی جو دور کے ممالک خصوصا یورپ اور امریکا میں رہتے ہیں۔ اور عمومی ایمیل ایڈریس کے ذریعے رابطہ کرنے سے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ وہ امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ http://shahamat.info/ پر اقتصادی کمیشن کے خصوصی پیج پر جا کر وہاں پیغامات کے صفحے پر ایمیل کے ذریعے رابطہ کریں۔ یہ راستہ اس لیے محفوظ ہے کہ امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ میں صرف ہمارے ذمہ داران ہی تصرف کرسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور یہ ایمیلز نہیں دیکھ سکتا۔ اس راستے آپ اقتصادی کمیشن کے حکام سے رابطے کا محفوظ طریقہ اختیار کرسکتے ہیں۔

ایک بات یاد رہے۔ دشمن کی جانب سے ایسے بہت سے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں کہ امارت اسلامیہ سے لوگوں کے تعاون پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور رقوم کی منتقلی کے راستے ان پر مکمل طور پر بند کر دیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک پروپیگنڈا ہے اور اس طرح کے پروپیگنڈے کرنے میں ہمارا دشمن بہت ماہر ہے۔ انہوں نے جارحیت کے آغاز کے موقع پر یہ پروپیگنڈا کیا تھا کہ ہم زمین پر دو انچ کی چیز بھی دیکھ لیتے ہیں مگر بعد میں ثابت ہوا کہ ان کے سب سے زیادہ حساس مراکز میں مجاہدین بھاری اسلحوں کے ساتھ اندر داخل ہو گئے اور وہاں تباہی مچادی۔ مگر مجاہدین کے حملے سے ایک سیکنڈ پہلے تک بھی دشمن کو کانوں کان کسی چیز کی خبر نہ ہو سکی۔ اس طرح کے سارے پروپیگنڈے مکمل جھوٹ ہیں۔ مسلمان بھائی اگر چاہیں کہ مجاہدین سے مالی تعاون کریں تو اللہ تعالی انہیں محفوظ راستہ ضرور فراہم کرے گا۔ کیوں کہ یہی اللہ تعالی کا وعدہ ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔۔۔۔۔۔ ترجمہ: "وہ لوگ جو ہماری راہ میں جہاد کریں ہم ضرور انہیں راستہ دکھائیں گے"۔ یہ وعدہ صرف جہاد بالنفس کے لیے نہیں بلکہ جہاد بالمال کو بھی شامل ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ جس طرح مجاہدین بلاخوف و خطر دشمن کے مقابلے میں بالنفس کھڑے ہیں اور مزاحمت کر رہے ہیں ہمارے صاحب حیثیت بھائی جہاد بالمال میں شرکت کر کے بے جا طور پر خوف کا شکار نہ ہوں۔

سوال: محترم مولوی صاحب! اقتصادی حوالے سے امارت اسلامیہ کا دارومدار اور تکیہ کن ذرائع پر ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب انتہائی اہم ہے۔ اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ امارت اسلامیہ اس قدر مصارف کس طرح پوری کرتی ہے۔ میں کہنا چاہوں گا کہ اگرچہ ہمارے کوئی واضح مالی منابع نہیں ہیں مگر پوری امت مسلمہ کا تعاون امارت اسلامیہ کو حاصل ہے۔ دنیا بھر کے مظلوم مسلمان جو کئی نسلوں سے ایک واقعی اسلامی امارت کے خواہشمند ہیں امارت اسلامیہ سے تعاون کو اپنا ایمانی فرض سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے تعاون کی ہمارے پاس بہت واضح مثالیں ہیں۔ سیکورٹی خدشات اور یہاں بات لمبی ہو جانے کے خوف سے میں اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتا۔ مختصراً اتنا بتادوں کہ امارت اسلامیہ کو مالی تعاون عام اہل خیر حضرات سے ملتا ہے۔ چوں کہ امارت اسلامیہ کے اندرونی نظام میں مکمل طور پر اخلاص، قربانی اور تقوی کا نظام قائم ہے، مکمل شفافیت ہے اس لیے یہ تعاون بہت شفاف طریقے سے خرچ کیا جاتا ہے اور بے جا طور پر ضائع نہیں کیا جاتا اس لیے کم پیسوں میں بہت زیادہ کام ہو جاتا ہے۔

سوال: آخر میں عام مسلمانوں خصوصاً صاحب حیثیت حضرات کے نام آپ کا کوئی پیغام ہو تو ہمارے ساتھ شریک کریں۔

جواب: اپنے مسلمان بھائیوں کے نام میرا پیغام ہے کہ اس تعاون کو اپنا اجر و ثواب کمانے کا ذریعہ اور اپنی دینی ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے موقع غنیمت جانیں۔ افغانستان میں اس وقت دنیا کی سب سے بڑی کفری قوت اور راس الشیاطین امریکا سے مقابلہ جاری ہے۔ افغانستان کے مجاہدین عالمی سطح پر سب سے زیادہ منظم، پاک اور افراط و تفریط سے دور مجاہدین ہیں۔ جو صرف اور صرف اسلام کی غیرت پر اٹھے ہیں اور کفر کو شکست سے دوچار کر رکھا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لیے اس بڑے کارنامے اور اسلامی تاریخ کے اس زریں کامیابی میں شریک ہونے کا بہترین موقع ہے۔ دیکھا جائے تو ایک طرح افغانستان کی جنگ صدر اسلام کے غزوہ بدر سے مشابہت رکھتی ہے۔ کیوں کہ کفار بہت قوی حالت میں ہیں اور مسلمان نہایت کمزور ہیں۔ ایسی کمزوری کی حالت میں اسلام کا دفاع کرنا اور مجاہدین سے تعاون کرنا یقیناً عام حالات کے بنسبت زیادہ اجر رکھتا ہے۔ جس طرح بدر کے شرکاء صحابہ کرام دیگر صحابہ سے زیادہ افضل ہیں۔

میں تمام مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ مالی جہاد کر کے اس بڑے اجر میں حصہ لیں۔ میدان جہاد کے علاوہ دو جہادوں کی بیوائیں، معذورین اور مہاجرین کی کفالت مجاہدین کے ذمے پڑ گئی ہے۔ یہ افراد ہمارے معاشرے کی مظلوم ترین نسل ہے جنہوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں دی ہیں۔ کل اگر انہوں نے اپنی قربانیوں سے کمیونسٹ اژدھا سے مسلمانوں کو نجات دلائی ہے تو آج امریکی طاغوت کو شکست دے کر مسلمانوں کو ایک اور دشمن کی شر سے محفوظ کر رہے ہیں۔ امت مسلمہ کے ان کمزور مگر بہادر سپوتوں سے تعاون ہم میں سے ہر فرد کا دینی فریضہ ہے۔ ہمیں ان کا تعاون کرنا چاہیے۔ اور کسی موقع پر بھی انہیں بھولنا نہیں چاہیے۔

امید ہے صاحب حیثیت مسلمان جو موجودہ حالات میں بہت سے بے جا مصارف میں اپنی دولت خرچ کر رہے ہیں اپنی آخرت کا ذخیر بنانے کے لیے رواں جہاد میں شرکت کو اپنے لیے باعث فخر سمجھیں گے۔

☆☆☆

خیبر کے نام سے شروع ہونے والے نئے آپریشن کے متعلق

امارت اسلامیہ افغانستان کا اعلامیہ

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (۴۱) التوبہ

افغانستان کے مجاہد اور دیندار عوام!

تمہارے تیرہ سالہ جہاد اور قربانیوں کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ لمحات بہت قریب آچکے ہیں کہ وحشی جارحیت پسند ہمارے ملک سے نکل جائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ملک کی مکمل آزادی وخود مختاری کی نعمت سے بہرہ ور فرمائے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین. اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ....

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنے ملک کے دفاع کی خاطر اپنی ایمانی ذمہ داریوں کی تکمیل کرنے کے لیے جارحیت پسندوں اور ان کے بے مروت حامیوں کے خلاف آپریشن کا سال پورا ہونے پر نئے سال کے لیے " خیبر آپریشن "کا اعلان کیا جارہا ہے۔

غزوہ خیبر اسلام کے عظیم پیغمبر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہجرت کے ساتویں برس دشمنان اسلام کے ساتھ پیش آیا جس میں دشمن کے مضبوط قلعے اور بڑے بڑے مراکز فتح اور علاقے سے کفار کا مکمل طور پر انخلاء اور مسلمانوں کو بہت زیادہ مال غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ہم نے بھی نیک تفاؤل کے لیے یہی نام اس سال اپنے آپریشن کے لیے چنا ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اب ہمارا ملک مکمل طور پر آزاد ہو جائے گا اور دشمن کے بڑے بڑے مراکز فتح ہو جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

خیبر آپریشن کے نام سے اس آپریشن کا آغاز پورے ملک میں ۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۵ ہجری قمری سال بروز پیر بمطابق ۲۲ ثور ۱۳۹۳ ہجری شمسی اور 12 مئی 2014 عیسوی کو صبح ۵ بجے اللہ اکبر کے نعرے سے ہوا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

ماضی کی طرح اس سال بھی جہادی آپریشن میں متعین کردہ اولین اہداف میں خارجی جارحیت پسند، مختلف ناموں سے کام کرنے والے ان کے جاسوس، ان کے عسکری اور عوامی اتحادی اور جس نام سے بھی ہو ان سے متعلقہ کارکن، ترجمان، دفتری ملازمین وغیرہ شامل ہیں۔

اسی طرح اس آپریشن کی ہدفی شخصیات کابل انتظامیہ کے اعلیٰ حکام، ارکان کابینہ، پارلیمنٹ ممبران، سیکیورٹی افسران، وزارت دفاع اور خارجہ میں خارجی جارحیت پسندوں کے معاون افسران، وزارت عدلیہ اور سپریم کورٹ میں مجاہدین کو سزا دلانے والے وکلاء، اٹارنی جنرلز، ججز اور انٹیلی جنس کے نام سے مجاہدین کی جاسوسی کرنے والے جاسوس ہوں گے۔

گذشتہ سال کی طرح خیبر آپریشن میں بھی مختلف جنگی آپریشنز کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ کفر شکن فدائی حملے، دشمن کی صفوں کے اندر نفوذی کارروائی، دشمن کے بڑے اور نسبتاً محفوظ مراکز کو بھاری اور ہلکے

اسلحے ، دورمار میزائلوں سے نشانہ بنانا اور دشمن کے حوصلہ ہارے ہوئے فوجیوں کے گروپوں پر آمنے سامنے حملے اس آپریشن کے اہم تیکنیک ہوں گے۔

خیبر آپریشن کے نام سے جہادی کارروائیوں کا اجراء خارجی جارحیت پسندوں کے مراکز، سفارتی مراکز، چلتے کاروانوں اور ان سے تعاون کرنے والے اندرونی دشمنوں کے فوجی مراکز، وزارت دفاع اور داخلہ ، پولیس اور اربکیوں سے منسوب مراکز اور تنصیبات اور ان کے چلتے کاروانوں پر ہو گا۔

حالات کے اعتبار سے رواں سال ۱۳ سالہ جہاد کی تاریخ میں سب سے اہم سال سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے مجاہدین حسب سابق امسال بھی کارروائیوں میں انتہائی پیچیدہ تیکنیک استعمال کریں گے۔ منصوبہ بندی ایسی ہوگی جس سے ایک جانب دشمن پر اس کے اثرات گہرے ہوں تو دوسری جانب عوامی نقصانات کی روک تھام ہو سکے۔

خیبر آپریشن کی کارروائیوں کی منصوبہ بندی امارت اسلامیہ کے تجربہ کار فنی ماہرین اور جہادی محاذوں کے نڈر فوجی کمانڈروں کی جانب سے کی گئی ہے۔ جس میں ملک کے ہر خطے اور ہر حصے کے حالات، موسم اور دیگر مسائل کا بہت باریکی سے جائزہ لیا گیا ہے۔ جو طے شدہ پلان کے مطابق ہر جگہ مقررہ اور مختلف اوقات اور اہداف پر کیے جائیں گے۔

امارت اسلامیہ کے مجاہدین جو صرف اللہ تعالی کی رضا ، اپنے ملک کے سرحدوں کی دفاع اور تحفظ کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ دے رہے ہیں۔

اپنے تمام مسلم ہم وطنوں سے انتہائی ادب اور احترام سے مطالبہ کرتے ہیں کے دشمن کے مارنے اور انہیں شکست دینے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

دشمن کی صفوں میں شامل ہونے سے بچیں۔ دشمن کے عسکری، انٹیلی جنس دفاتر اور مراکز سے دور رہیں۔ اللہ کی رضا، ملک کی دفاع اور اپنے مجاہدین بھائیوں سے دینی تعاون کر کے اپنی ذمہ داری ادا کرتے رہیں۔

کابل کی شکست خوردہ انتظامیہ کو ایک بار پھر بتاتے ہیں کہ جارحیت پسندوں کے تعاون سے دستبردار ہو کر مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں۔ دشمن کی صفوں سے نکل آئیں۔ دشمن کی صفوں سے نکلنے کی صورت میں امارت اسلامیہ کابل انتظامیہ کے حکام کو باعزت، محفوظ اور پر امن زندگی گزارنے کا اعتماد دلاتی ہے۔ ایسی صورت میں آپ کی حفاظت ہمارا اخلاقی فریضہ ہو گا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کو اللہ تعالی کی نصرت اور اپنے مجاہد عوام کی بے مثال قربانیوں کی بدولت افغانستان میں جارحیت پسندوں کی مکمل شکست کا پورا یقین ہے اس لیے ہم اپنے اسلامی ملک سے تمام جارحیت پسندوں کے بلاقید وشرط انخلاء پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اپنے ہدف کے حصول کے لیے مسلح جہاد کو جاری رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ایک بار پھر واضح کر دیں کہ جارحیت پسندوں کی موجودگی کی صورت میں ہمارا دین اور فقہی مراجع ہمیں جارحیت پسندوں کے خلاف مسلح جہاد کا حکم دیتے ہیں اور جہاد کو فرض عین سمجھتے ہیں۔ وہ جارحیت پسند اور ان کے ملکی ساتھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ دشمن کی تعداد کم ہونے سے ہمارا جہاد کمزور ہو جائے گا۔ انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اسلامی احکام کے مطابق جس طرح دارالاسلام میں ہزاروں جارحیت پسندوں کے رہنے کا جواز نہیں اسی طرح محدود اور کم تعداد میں بھی یہی حکم ہے کہ اسلامی سرزمین سے ان کا انخلاء تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔

اس لیے امارت اسلامیہ کا ارادہ ہے کہ اللہ تعالی کی نصرت اور اپنے مسلمان عوام کے تعاون سے کفار کے آخری فوجی کے انخلاء اور اسلامی نظام کے استحکام تک جہاد کا مقدس فریضہ جاری رہے گا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

والسلام

رہبری شوری امارت اسلامیہ افغانستان

۱۴۳۵/۷/۹ھ۔ق

۱۳۹۳/۲/۱۸ھ۔ش-2014/5/8م

تحریر: خبیر احمد مجاہد

بدخشان اور پنجشیر میں عظیم فتوحات

بدخشان اور پنجشیر ہمارے ملک کے وہ صوبے ہیں جہاں کٹھ پتلی حکومت میں شامل عناصر نے عرصہ دراز سے اپنا ڈیرہ جمایا ہوا ہے، وہ امریکہ سے سیاسی رشوت کے طور پر ڈالر کما رہے ہیں، اور امریکہ کو باور دے رہے ہیں کہ یہاں پر غیر ملکی افواج کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے، ان صوبوں میں مثالی امن قائم ہے اور اس طریقے سے وہ ڈالر حاصل کر رہے ہیں۔ شنید ہے کہ پرانے جنگجو کمانڈر امریکہ اور یورپ سے ہر سال بیس ملین ڈالر صرف اس لئے حاصل کر رہے ہیں کہ وہ شمالی افغانستان میں امریکہ مخالف مزاحمت کی روک تھام کر رہے ہیں اور طالبان کا راستہ روک رہے ہیں۔ پھر وہ یہی بھاری رقم آپس میں تقسیم کرتے ہیں۔ لیکن اسلام کے غازیوں اور امارت اسلامیہ کے سرفروش مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالی کی مدد شامل حال ہے، مجاہدین نے صوبدخشان اور وادی پنجشیر میں دشمن کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنایا۔

صوبہ بدخشان میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیاں نئی بات نہیں کیونکہ چند ماہ قبل بھی بدخشان کے متعدد اضلاع میں مجاہدین نے پولیس اور آرمی جن کی کمان وزیر دفاع بسم اللہ خان کے ہاتھ میں تھی، کو تاریخی شکست دیکر دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ عوام نے جدید ہتھیاروں سے لیس ہزاروں کی تعداد میں افغان فوجیوں کے خلاف بر سر پیکار محض درجنوں طالبان [جو نہ جدید ہتھیار سے لیس ہیں اور نہ ہی ان کے پاس طیارے اور دیگر فوجی وسائل ہیں،] کی قوت اور فتح کو دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اگر اللہ تعالی کی مدد ان کے ساتھ شامل حال نہ ہو تو ہزاروں فوجیوں کو شکست دینا ممکن نہ تھا۔ اس لئے وہ بر ملا یہ کہنے لگے کہ طالبان برحق ہیں اور ان کی جنگ مقدس جہاد ہے۔

بدخشان کے عوام کے ساتھ بھی محبت اور جہادی جذبہ تھا کہ وہ ہر گاؤں، ہر علاقے اور ہر محلے میں علانیہ طور پر مجاہدین کی نہ صرف مدد کرتے ہیں بلکہ ان کا پرتپاک استقبال بھی کرتے ہیں اور سر و مال سے ان کی ہر قسم مدد کے لئے بھی تیار ہیں۔

29 اپریل 2014ء کو بدخشان کے ضلع وردوج میں مجاہدین نے کامیاب کارروائی کے تحت پولیس کے دس مورچے فتح کر کے 120 اہلکاروں کو زندہ گرفتار کیا جبکہ 160 اہلکاروں کو قتل اور زخمی کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ اسی طرح چار ٹینک، 14 فوجی گاڑیاں، ایک عالمی ادرے کی گاڑی، تین عدد توپ، 36 عدد مشین گنیں، 16 عدد راکٹ لانچر، 200 عدد کلاشنکوفیں اور دیگر آلات حرب بطور مال غنیمت حاصل کر کے دشمن کو حیران کن شکست دی۔

وادی پنجشیر کو امن گہوارہ قرار دینے والے دشمن پر 30 اپریل کو مجاہدین نے درہ پنجشیر میں خفیہ ایجنسی اور فوج کے مرکز پر ایک حیران کن حملہ کر کے 40 اہلکاروں کو موقع پر ہلاک کیا، قابل ذکر ہے کہ دشمن ہر وقت کہتا تھا کہ پنجشیر میں مثالی امن قائم ہے، 2001ء میں امریکی قابضین نے بھی فضائی حملے کے بعد پہلا قدم پنجشیر میں رکھا اور فضا سے پنجشیر میں اترے، تیس اپریل کے حملے نے دشمن کے تمام دعوے جھوٹ ثابت کر کے مثالی امن کو خاک میں ملایا۔

اس واقعہ کے چند گھنٹے کے بعد دشمن نے حملے میں ہلاکتوں سے انکار کی ایک ناکام کوشش کرتے ہوئے یہ خبر دی کہ حملے میں سیکورٹی فورسز کو کوئی جانی نقصان نہیں پہنچا، حملے میں صرف شہریوں کو نقصان پہنچا لیکن عینی شاہدین نے ان کی غلط بیانی سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ حملے میں دشمن کو بھاری جانی ومالی نقصان پہنچا، میڈیا کی جانبداری کو بھی انہوں نے غلط ثابت کر کے سورج کو دو انگلیوں سے چھپانے کی کوشش ناکام بنادی۔

بدخشان اور پنجشیر میں تابڑ توڑ حملوں کی اہمیت اس لئے بھی زیادہ ہے

بقیہ: صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

13 سال سے کیوبا میں قید 5 رہنماؤں کی آزادی کے متعلق

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

انتہائی مسرت سے عوام خصوصا امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور مذکورہ 5 رہنماؤں کے خاندانوں، خیرخواہوں اور رشتہ داروں کو خوشخبری دیتے ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے پانچ رہنما محترم ملا محمد فاضل آخوند، محترم ملا نور اللہ نوری، محترم ملا خیر اللہ خیر خواہ، محترم ملا عبدالحق وثیق، محترم محمد نبی جو گذشتہ تیرہ سالوں سے گوانتاناموکی جیل میں قید تھے سب سے پہلے اللہ تعالی جل جلالہ کے فضل و کرم اور پھر بہادر سرفروش مجاہدین کی قربانیوں کے نتیجے میں آزاد ہوگئے!!

مذکورہ پانچ افراد نے امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکا کے درمیان قطر حکومت کی ثالثی میں کچھ عرصے سے جاری غیر رسمی مذاکرات کے نتیجے میں رہائی پائی۔ یہ رہنما قطر میں اپنے خاندانوں کے ساتھ رہیں گے

یاد رہے امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنے پانچ رہنماؤں کی رہائی کے بدلے ایک امریکی فوجی جو گذشتہ تقریباً پانچ سال سے طالبان کی قید میں تھا کو امریکا کے حوالے کر دیا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے ان پانچ رہنماؤں کو ہفتے کے روز شام 7 بجے قطر میں اس وفد کے حوالے کیا گیا جو گذشتہ تین روز سے گوانتاناموں میں مذکورہ قیدیوں کی وصولی کے لیے وہاں انتظار کر رہا تھا۔ قطر میں امارت اسلامیہ افغانستان کے سیاسی دفتر اور رہبری شوری کے ارکان ان پانچ افراد کا استقبال کریں گے۔ اسی طرح امریکی فوجی بریگڈل کو آج ہفتے کے روز افغانستان کے وقت کے مطابق شام 7 بجے صوبہ خوست کے مضافاتی علاقوں میں مقابل جانب کے حوالے کیا گیا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کی بہت عرصے سے یہ کوشش تھی اور اب بھی یہ کوشش جاری ہے کہ وہ تمام افغانی قیدی جو اندرون ملک جیلوں میں ہوں یا بیرون ملک ۔ جلد از جلد انہیں رہائی ملے اور انہیں آزادی کی نعمت عظمی میسر آجائے۔

امارت اسلامیہ افغانستان مستقبل میں بھی یہ ارادہ رکھتی ہے کہ جیلوں میں بند مجاہدین جلد از جلد رہا ہو جائیں۔ اور اس حوالے سے تمام عالمی انسانی حقوق کی تنظیموں، خصوصا اقوام متحدہ سے امید رکھتی ہے کہ انسانی ہمدردی کی بنیاد پر افغان عوام اور امارت اسلامیہ کی ہم نوائی کریں تاکہ تمام قیدی اپنے بنیادی حق آزادی اور انسانی حق سے بہرہ ور ہو جائیں اور اپنی مرضی سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان

۲/۸/۱۴۳۵ھ ق

۱۰/۳/۱۳۹۳ھ ش۔ 31/5/2014ع

***

ڈاکٹر عبدالواسع عزام شہید رحمہ اللہ

جہادی زندگی پر ایک نظر

تحریر: قاری محمد یونس

الحمدلله معز الاسلام بنصره ومذل الشرك بقهره ومستدرج الكافرين بمكره والصلوة والسلام على من اعلى الله منار الاسلام بسيفه وجعل العاقبة للمتقين بفضله.

اعوذ بالله من الشيطن الرجيم * بسم الله الرحمن الرحيم * ولا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون

جی ہاں: الحاج ڈاکٹر عبدالواسع عزام رحمہ اللہ شہید ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب تقبلہ اللہ ابدی زندگی کی جانب رو بسفر ہیں۔ شہادت کے دن سے ہمیشہ کے لیے وہ ہر طرح کی مشکلات سے محفوظ اور بے فکر ہوگئے ہیں۔ اب وہ پریشانیاں نہ ہوں گی۔ اب دشمن انہیں وحشتوں کی جیل میں بند نہیں کرسکے گا۔ ڈاکٹر عبدالواسع عزام اب اپنے بھائیوں اور بہنوں کی پریشانیوں سے غم زدہ نہ ہوں گے۔ اب وہ ایسی راہ پر ہیں جہاں اب کوئی غم نہیں۔ سچے مومنوں کے لیے دنیا کی ساری پریشانیاں اور سارے غم اور درد بے پایاں رحمتوں، جنتوں اور خوشیوں میں بدل جاتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب شہید رحمہ اللہ شہداء کے پرنور قافلے کے ساتھی ہوگئے ہیں۔ ہمیں امید ہے انشاء اللہ وہ اب یہ الٰہی خطاب پاچکے ہوں گے:

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية ،فادخلي في عبادي وادخلي جنتي

ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ امارت اسلامیہ کے ان بڑے کمانڈروں میں سے ہیں جنہوں نے عنفوان شباب سے شہادت تک اسلام کے مقدس دین اور مظلوم مسلمانوں کی دفاع اور جہادی زندگی میں ہر طرح کی تکالیف کے سامنے سینہ سپر رہے۔

ڈاکٹر صاحب شہید رحمہ اللہ نے بلند جہادی حوصلے، پورے اخلاص اور مدبرانہ قیادت سے مجاہدین کے نظم ونسق اور عسکری تربیت کے حوالے سے وسیع کوششیں کیں اور انتہائی سخت حالات میں انتہائی مضبوط عزم اور پوری استقامت سے جہادی خدمات انجام دیں۔

تعارف: ڈاکٹر عبدالواسع عزام آج سے 49 برس قبل 15 جمادی الثانی 1386 ھ ق صوبہ قندہار ضلع پنجوائی کے علاقے سفید روان میں حاجی عبدالباقی کے دیندار خاندان میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:

ڈاکٹر صاحب نے سات سال کی عمر میں دینی تعلیم کا آغاز پنجوائی میں اپنے گاؤں کے امام مسجد سے کیا۔ ابھی نوجوان ہی تھے کہ وحشی روسیوں کے سرخ لشکروں نے وطن عزیز پر یلغار کردی۔ اور دیگر مظلوم افغانوں کی طرح ڈاکٹر صاحب کے خاندان نے بھی ہجرت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے دارالہجرت میں اپنی دینی تعلیم جاری رکھی اس وقت بلوچستان کے علاقے پنجپائی کیمپ کے مدرسے الفضلیہ میں کچھ عرصہ دینی تعلیم جاری رکھی۔ مگر ان کے دل میں جہادی ولولہ اور تحریک کے پاک احساس نے اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ اپنی دینی تعلیم یوں ہی ادھوری چھوڑ کر دیگر مجاہدین ساتھیوں کی طرح جہاد کے گرم محاذوں پر چلے جائیں۔

چونکہ اس وقت جہادی صفوں میں بہت سے مجاہدین زخمی ہورہے تھے اور دیگر اسباب کے ساتھ ایک ایسے آدمی کی بھی ضرورت تھی کہ جو میدان جنگ میں زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کرے۔ مجاہدین نے ڈاکٹر صاحب کے استعداد اور ذکاوت کے پیش نظر انہیں منتخب کیا کہ وہ طبی تربیت حاصل کریں۔ یہی وہ دور تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس وقت ضروری طبی تعلیم کی تکمیل کی اور ایک ابتدائی معالج کی حیثیت سے محاذوں کے زخمی مجاہدین کی خدمت کا آغاز کیا۔ اور یہ ذمہ داری پورے خلوص اور دیانت داری سے نبھائی۔

جہاد اور محاذ:

ڈاکٹر عبدالواسع عزام ابھی نوجوان تھے کہ سرخ لشکروں کے مقابلے کے لیے میدان میں کود پڑے اور قندہار کے علاقے سنگ حصار میں مرحوم فیض اللہ آخوندزادہ صاحب کے محاذ پر کام کا آغاز کیا۔ ان کی جہادی تربیت ایسے محاذ پر ہوئی کہ محاذ پر امت مسلمہ کے معروف غازی اور روشن جبین جہادی قائدین ان کے ہمراہ تھے۔ جیسے امارت اسلامیہ کے زعیم عالی قدر امیر المؤمنین حفظہ اللہ، الحاج ملا برادر اخوند حفظہ اللہ اور کئی دیگر رہنما۔

جہادی صفوں میں کچھ عرصہ عسکری خدمات انجام دینے کے بعد محاذ کے رہنماؤں کی جانب سے میدان جنگ میں زخمی مجاہدین کے علاج معالجے کے لیے انہیں طبی تعلیم کے مرکز میں متعارف کرایا گیا۔ طبی تعلیم سے فراغت کے بعد وہ واپس جہادی محاذ پر لوٹ گئے۔ اور فوراہی عملی طور پر زخمی مجاہدین کی خدمت کا آغاز کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ فارغ اوقات میں طبی حوالے سے علاقے کے علماء اور عام لوگوں کی خدمت کرتے۔ طالبان تحریک کے ظہور تک وہ اسی خدمت میں معروف رہے۔

طالبان تحریک میں شمولیت:

ڈاکٹر عبدالواسع عزام تحریک طالبان کے اوائل ہی میں تحریک میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے طالبان تحریک کے عمومی عسکری کمانڈر ملا محمد اخوند شہید کی قیادت میں جہاد کا آغاز کیا۔ اس دوران انہوں نے ایک سیار کلینک بنایا جو جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدین کی مرہم پٹی کرتا تھا۔ ہرات کی فتح کی جنگ میں انہوں نے ناقابل فراموش طبی خدمات انجام دیں۔ بعد ازاں اسی صوبے کے وزارت صحت کا آپ کو سربراہ اور بعد ازاں وزیر انحصارات منتخب کیا گیا۔

کابل کی فتح کے بعد افغانستان ہلال احمر کے سیکرٹری جنرل کے طور پر آپ کا تقرر کیا گیا۔ آپ نے اس ادارے میں بہت سی اہم اصلاحات اور تبدیلیاں کر کے اپنی صلاحیت اور قابلیت کا لوہا منوایا۔

ڈاکٹر صاحب شہید اس عہدے پر جارحیت پسند صلیبیوں کی یلغار تک برقرار رہے۔ جارحیت کے دنوں میں وحشیانہ بمباریوں میں انتہائی بہادری اور جذبہ سرفروشی سے زخمی ہونے والے افغانوں طبی تعاون کرتے رہے۔

بمباری میں زخمی ہونے والے مجاہدین اور عام لوگوں کو انتہائی تیز رفتاری سے بروقت طبی امداد مہیا کرتے رہے۔ اپنی طبی جماعت کو لے کر ہر زخمی کے پاس خود پہنچ جاتے اور وہیں اس کا علاج کرتے۔

جارحیت کے دوران انہوں نے ایک اور بڑی خدمت جو انجام دی وہ عرب مجاہدین کے خاندانوں اور بچوں کی حفاظت اور محفوظ مقام کی جانب منتقلی تھی جن کے سرپرست یا تو شہید ہو چکے تھے یا جنگوں میں کہیں قید ہو کر رہ گئے تھے۔

امریکی جارحیت کے بعد:

امریکی جارحیت کے بعد انہوں نے مسلح جدوجہد کا آغاز کیا۔ اور پہلے پہل قندہار کے مختلف اضلاع میں جنگی کارروائیوں اور مجاہدین کی جنگی تعاون میں حصہ لیا۔ اس دوران وہ مختصر عرصے کے لیے ضلع ارغستان میں قید بھی رہے۔

صلیبی جارحیت پسندوں کے خلاف ملک بھر میں طوفانی کارروائیوں کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب نے بھی کابل، قندہار، ہرات اور بلخ کے صوبوں میں کئی فدائی حملوں کے منصوبے تشکیل دیے۔ ان شہروں میں خود بنفس نفیس فدائی مجاہدین کو ہدف تک پہنچایا اور فدائی حملے کے دیگر لوازمات مہیا کر کے اپنی نگرانی میں آپریشن کروائے

ایسے ہی حملوں کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب شہید مزار شریف میں گرفتار ہو گئے۔ مگر بہت جلد اللہ تعالی نے انہیں رہائی دلا دی۔ بعد ازاں اسی طرح کے ایک اور حملے کی منصوبہ بندی کے سلسلے میں وہ کابل پہنچے تھے کہ صلیبی جاسوسوں نے ان کی یہ منصوبہ بندی پکڑلی اور پھر طویل عرصے کے لیے وہ جیل چلے گئے۔

ڈاکٹر صاحب اور جیل:

کابل میں گرفتاری کے بعد پہلے انہیں کابل میں خاد کے دفتر منتقل کیا گیا اور پہچان کے بعد ہفدہ کے عقوبت خانے میں ڈال دیا گیا۔ ہفدہ میں اس دفتر کے سربراہ گلالی کی جانب سے ان پر اتنے مظالم ڈھائے گئے کہ دفتر کے سیکرٹری کے مطابق کسی پر بھی نہیں ڈھائے گئے۔ مگر اللہ جل جلالہ کے فضل سے اتنے دباؤ اور مظالم کے باوجود وہ کسی قسم کا اعتراف ان سے نہ اگلوا سکے۔ ڈاکٹر صاحب نے اللہ کے فضل سے کسی قسم کا اقرار نہ کیا مگر عدالتوں کے غلام ججوں نے انہیں دس دس سال قید کی سزا دی۔ ہفدہ میں آٹھ ماہ تک رہنے کے بعد انہیں پل چرخی کے مرکزی جیل میں چوتھے بلاک میں منتقل کیا گیا۔

پل چرخی جیل میں اسیر مجاہدین کی قیادت ان کے ذمہ آگئی۔ انہوں نے اپنے باہمت ساتھیوں کی مدد سے اس بلاک کو مدرسے میں بدل دیا اور وہاں قیدیوں کے لیے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

پل چرخی جیل میں ڈاکٹر صاحب کی مقبولیت اور کارروائیوں کو دیکھ دشمن نے کئی بار انہیں دیگر جیلوں میں منتقل کر دیا جن میں قندہار جیل، پل چرخی جیل کے عسکری یا گوانتانامو بلاک اور بگرام جیل شامل ہیں۔

جیل سے رہائی اور آخری جہادی خدمات:

ڈاکٹر صاحب نے جیل میں مجموعی طور پر تقریباً5 سال 8 ماہ گذارے۔ امارت اسلامیہ کی قیادت کی خصوصی توجہ سے انہیں جیل سے رہائی ملی۔ جیل سے رہائی کے فوراً بعد امارت اسلامیہ کی قیادت کی جانب سے صوبہ قندہار کے صوبائی کمیشن کے ذمہ دار کی حیثیت سے ان کا تقرر کیا گیا۔ انہوں نے یہاں بھی بہت بڑی بڑی خدمات انجام دیں جنہیں امارت اسلامیہ کے رہنماؤں نے سراہا۔ صوبائی کمیشن کے بعد قیادت کی جانب سے قندہار کے عمومی نگران کے طور پر آپ کا تقرر کیا گیا۔ انہوں نے یہاں بھی حکومت کو منظم کیا اور بہت سی خدمات انجام دیں۔

امارت اسلامیہ کی جانب سے قندہار کے صوبائی گورنر کی حیثیت سے تعین کے بعد انہوں نے مجاہدین کے لیے معسکر بنایا جہاں سے تین مرتبہ 60 سے 80 تک مجاہدین فارغ ہو کر نکلے۔ انہوں نے صوبائی نظم ونسق میں اور بھی مثبت تبدیلیاں کیں۔ عوامی اور عسکری اداروں کے الگ الگ ماہانہ مجالس اور پھر دو دو مہینوں کے مشترک مجالس کا آغاز کیا۔ قندہار کے تمام اداروں کے لیے عمومی اصول اور ہدایات، صوبائی کمیشن کے اصول اور طریقہ کار اسی طرح معسکر کے لیے طریقہ کار کا تعین کیا۔ اور ہر ماہ تمام اداروں کی رپورٹیں متعلقہ ذمہ داران سے وصول کرنے کا انہوں نے عملی طریقہ کار نافذ کیا۔ انہوں نے صوبائی ذمہ دار کی حیثیت سے عمومی وفود کے علاوہ انتظامیہ کی جانب سے مختلف وفود بھیجے تا کہ قریب سے جہادی امور کا مشاہدہ کیا جاسکے، عوامی شکایتیں سن لیں اور مجاہدین کی مشکلات رفع کر سکیں

شہادت:

1393 ھ ق کی جہادی کارروائیوں کے آغاز کے ساتھ صوبہ قندہار کے مجاہدین کی پانچ روزہ جہادی تعلیمی مجلس کے اختتام کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے جہادی کارروائیوں کو منظم کرنے کے لیے کام شروع کر دیا۔ اس وقت باوجود اس کے کہ قندہار کے صف اول کے بڑے مجاہد کی حیثیت سے دشمن کو ان کی سخت تلاش تھی۔ یہاں تک کہ دشمن نے ان کی تصویریں بھی جگہ جگہ آویزاں کر دی تھیں۔ مگر پھر بھی ڈاکٹر صاحب نے دشمن کی نگرانی اور جاسوسی کی پروا نہ کی۔ انہوں نے پوری بہادری سے قندہار کے مختلف اضلاع کا سفر کیا اور اس وقت تک محاذوں پر رہے جب تک ان کی شہادت کا المناک سانحہ پیش نہ آیا۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی جہادی امور کی انجام دہی کے دوران کرایے کی ایک گاڑی میں ڈرائیور کے ساتھ ہلمند ضلع گرمسیر کے علاقے صفار سے گزر رہے تھے کہ اس علاقے میں شاہراہ پر کھڑی پولیس نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے ساتھ ایک کیوبائی گن بھی رکھتے تھے۔ اس لیے ان کی ضمیر نے یہ بالکل گوارہ نہیں کیا کہ اسلحہ ساتھ ہونے کے باوجود گرفتاری دے دیں۔ انہوں نے فوراً ڈرائیور کو گاڑی بھگانے کا کہا۔ پولیس نے رینجر گاڑی میں ان کا تعاقب کیا۔ پولیس نے اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے برابر میں لا کر انہیں ایک بار پھر اسلحہ دکھا کر دھمکایا اور انہیں گاڑی روکنے کا کہا!

ڈاکٹر صاحب نے ان کی دھمکی کی جواب میں اپنے کیوبائی گن سے ان پر فائر کھول دیا اور گاڑی میں بیٹھے پولیس کو ہلاک کر ڈالا، مگر گاڑی کے پچھلے حصے میں دو پولیس اہلکار زندہ بچ گئے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب پر فائرنگ

ڈاکٹر صاحب انتہائی سخی مزاج تھے۔ بہت سے نیاز مند ان کے پاس آتے اور بہت سے تحفے لے کر آتے مگر وہ سب کچھ تقسیم کر دیتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات انہیں خود اس چیز کی اشد ضرورت ہوتی مگر پھر بھی خود پر ساتھیوں کو ترجیح دیتے۔ جب ہمیں بگرام جیل سے واپس پل چرخی جیل منتقل کیا جا رہا تھا تو ان ساتھیوں کے پاس پیسے تھے نہ اور کوئی ضرورت کی چیز۔ قیدی حیران تھے کہ اپنی ضرورتیں کیسے پوری کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے بلاک کے کینٹین والے کو بلایا اور کہا جاؤ بگرام سے لائے گئے تمام قیدیوں کی کوٹھریوں میں جا کر ان سے کہو جس چیز کی بھی ضرورت ہو مجھے کہو میں لا کر دوں گا اور پیسے ڈاکٹر صاحب ادا کریں گے۔ کینٹین والے نے ایسا ہی کیا اور تمام چیزوں کے پیسے ڈاکٹر صاحب ہی نے ادا کیے۔

کر دی جس سے وہ ہاتھ اور پیٹ میں گولیاں کھاکر زخمی ہوگئے اور گاڑی بھی کام سے گئی۔ ان کے حملے سے دشمن بھی اب کام سے جاچکا تھا۔ ان میں اب مزید تعاقب کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ کچھ دور جانے کے بعد ان کی گاڑی رک گئی۔ ڈاکٹر صاحب اور ڈرائیور نے پیدل کچھ دیر سفر کیا۔ جس کے بعد وہ پیدل چلنے سے بھی رہے۔ انہوں نے ڈرائیور سے کہا کہ تم چلے جاؤ میں اب مزید چل نہیں سکتا۔ اس دوران ڈرائیور انہیں منتقل کرنے کے لیے گاڑی کی تلاش میں نکل پڑا۔ ڈرائیور کے جانے کے بعد ڈاکٹر صاحب زخموں کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ڈاکٹر صاحب کی شہادت کے بعد ضلع پنجوائی کے علاقے سفید روان کے لوگوں نے ان کا جسد خاکی وہاں سے منتقل کرکے اپنے آبائی قبرستان میں بہت عزت اور احترام سے دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ، طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔

عجیب اتفاق:

اللہ کی شان ہے کہ ڈاکٹر صاحب شہید رحمہ اللہ کی ولادت اور شہادت کا دن ایک ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب 15 جمادی الثانی کو پیدا ہوئے تھے اور اسی روز وہ شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگئے۔ شہادت ڈاکٹر صاحب کی دیرینہ خواہش تھی۔ شیخ مولوی حبیب اللہ صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایک وقت ایسے حال میں کہ صرف میں اور وہ کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، مجھ سے کہا کہ شہادت میری بہت بڑی خواہش ہے۔ یقین کرلو جس طرح لوگ اپنی شادی کے انتظار میں خوش ہوتے ہیں میں اس سے زیادہ شہادت کا منتظر رہتا ہوں۔

ان کے ساتھیوں کی چند یادیں:

ڈاکٹر عبدالواسع شہید کی جہادی زندگی یادوں کا مجموعہ ہے۔ ہر ساتھی کے دل میں ان کے متعلق خوشگوار یادیں نقش ہیں۔ ساری یادوں کا ذکر کرنے کے لیے ایک بڑی کتاب کی ضرورت ہے مگر یہاں کچھ ساتھیوں کے کچھ خیالات نمونے کے طور پر یہاں پیش کیے جارہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب شہید کے ساتھی الحاج حافظ بسم اللہ صاحب جو جیل میں بھی کئی سالوں تک ان کے ساتھی رہے وہ جیل کی یادوں کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں

مدرسہ:

ڈاکٹر صاحب شہید کی خوشگوار یادوں میں سے ایک یاد جو میرے دل میں ہے وہ یہ کہ جب انہیں پل چرخی جیل لایا گیا۔ اس بلاک میں قیدیوں کی دیگر خدمتوں کے ساتھ انہوں نے ایک منظم مدرسے کی بھی بنیاد رکھی۔ اور اس بلاک کو مکمل طور پر ایک مدرسے کی شکل دیدی۔ یہاں دس سے زیادہ اساتذہ درس دے رہے تھے۔ انہوں نے اساتذہ اور طلبہ کو سینکڑوں مختلف قسم کی کتابوں کے ساتھ اس مدرسے کے تمام لوازمات مہیا کیے۔ اس مدرسے سے درجنوں قراء اور حفاظ فارغ ہوئے۔ اور کئی دیگر طلبہ نے یہاں علمی پیاس بجھائی۔ دیگر طلباء کے ساتھ خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اس مدرسے سے بڑا استفادہ کیا۔ انہوں نے پورا قرآن کریم تجوید کے ساتھ سیکھا۔ اور آزاد مطالعے کے ساتھ کئی درسی کتابوں سے بھی استفادہ کیا۔ یہ مدرسہ اب بھی فعال ہے اور ان کتابوں سے اس بلاک کے علاوہ دیگر بلاکوں کے قیدی بھی استفادہ کرتے ہیں۔

تقویٰ:

ڈاکٹر عبدالواسع مرحوم انتہائی متقی اور دائمی عبادت گذار تھے۔ مجھے جیل میں یاد نہیں پڑتا کہ کبھی انہوں نے تہجد کی نماز چھوڑی ہو۔ ہر ہفتے صلاۃ التسبیح ادا کرتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات روزانہ صلوۃ التسبیح ادا کرتے۔ انہوں نے قرآن کریم کی تلاوت اپنی عادت بنالی تھی۔ ساتھیوں میں مشہور تھا کہ جو ساتھی عبادت میں کمزور ہوتا وہ کہتا میں ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں جاکر ان کے ساتھ رہوں گا تاکہ ان کی عبادت کا اثر مجھ پر پڑے۔ میں بھی ان سے عبادت کا رنگ پکڑلوں۔

ایثار وسخاوت:

ڈاکٹر صاحب انتہائی سخی مزاج تھے۔ بہت سے نیاز مند ان کے پاس آتے اور بہت سے تحفے لے کر آتے مگر وہ سب کچھ تقسیم کر دیتے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات انہیں خود اس چیز کی اشد ضرورت ہوتی مگر پھر بھی خود پر ساتھیوں کو ترجیح دیتے۔ جب ہمیں بگرام جیل سے واپس پل چرخی جیل منتقل کیا جارہا تھا تو ان ساتھیوں کے پاس پیسے تھے نہ اور کوئی ضرورت کی چیز۔ قیدی حیران تھے کہ اپنی ضرورتیں کیسے پوری کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے بلاک کے کینٹین والے کو بلایا اور کہا جاؤ بگرام سے لائے گئے تمام قیدیوں کی کوٹھریوں میں جاکر ان سے کہو جس چیز کی بھی ضرورت ہو مجھے کہو میں لاکر دوں گا اور پیسے ڈاکٹر صاحب ادا کریں گے۔ کینٹین والے نے ایسا ہی کیا اور تمام چیزوں کے پیسے ڈاکٹر صاحب ہی نے ادا کیے۔

جرات اور سرشاری:

ان کی خوشگوار یادوں میں سے ایک اہم واقعہ یہ زیادہ یاد آتا ہے کہ وہ جیل یا حکومتی اعلی حکام سے قیدیوں کے حقوق کے متعلق ہر وقت بہت جرات سے بات کرتے۔ ان کے لہجے میں کسی قسم کی معذرت یا کمزوری نہیں ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی مرحوم ہر وقت بند کال کوٹھری میں اور زیر سزا رہتے۔

ایک خاص واقعہ:

ایک بار میں نے ڈاکٹر صاحب شہید رحمہ اللہ سے کہا میرے ساتھیوں کی یادگاری ڈائری میں کوئی یادگاری جملہ لکھ کر دیں۔ انہوں نے یادگار کے شروع میں اپنا پتہ یوں لکھا: " عارضی پتہ: پل چرخی جیل چوتھا بلاک "۔ مستقل پتہ: جنت الفردوس اونچی منزل۔

امارت اسلامیہ کے ہرات کے سابق گورنر اور فوائد عامہ کے

وزیر مولوی احمد اللہ مطیع کا کہنا ہے: میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کو بچپن سے جانتا ہوں۔ وہ انتہائی محنتی آدمی تھے۔ جہاد سے انہیں بہت زیادہ محبت تھی۔ رابطے قائم کرنے میں انہیں انتہائی مہارت حاصل تھی۔ امارت اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے انتہائی خطرناک اطراف میں رابطے قائم کرتے اور پھر ملاقات کے لیے راہ ہموار کرتے اور خطرات سے بھرپور علاقوں کی جانب سفر کرتے۔ انتہائی بہادر تھے یہاں تک کہ حالیہ جہاد میں جو ساتھی ان کے ہم سفر ہوتے وہ ان کی گاڑی میں بیٹھنے کو تیار نہ ہوتے کیوں کہ ڈاکٹر صاحب اپنی گاڑی میں جنگی مواد جیسے دھماکہ خیز مواد اور چھوٹا اسلحہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے اور مجاہدین کے مراکز تک پہنچاتے۔ ان کی شہادت کا سن کر مجھے انتہائی صدمہ ہوا اللہ تعالی انہیں جنت میں مقام عطا فرمائے۔

ڈاکٹر صاحب کے ایک جہادی ساتھی آغا جان کہتے ہیں:

شہید ڈاکٹر صاحب جہادی کاموں میں انتہائی ماہرانہ تیکنیکوں کا استعمال کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے فدائی حملے کے لیے تیار کی گئی دھماکہ خیز مواد سے بھری ٹونس گاڑی دی اور کہا کہ اسے قندہار شہر میں محفوظ کر دو۔ میں نے بھی وہ گاڑی سیمنٹ کے بلاک بنانے کے ایک کارخانے میں کھڑی کر دی۔ وہاں کے کاریگر اور جوان ہر وقت تاش کھیلتے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا تم بھی ان کے ساتھ تاش کھیلو اور ان سے گپ شپ اور خوب ہنسی مذاق کرو تاکہ کسی کو شک نہ گزرے۔ اگرچہ مجھے تاش کھیلنا نہیں آتا تھا مگر میں نے ان کے ساتھ کھیلنا شروع کیا۔ اس طرح ہم نے بہت عرصہ قندہار میں گزارا۔ اس وقت کرزئی انتظامیہ کے حکام اکثر سرف گاڑیوں کا استعمال کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی سرف گاڑی اسی لیے خریدی تاکہ ہر جگہ پولیس اہلکار انہیں نہ روکیں اور کسی کی توجہ کا مرکز نہ بنیں۔ وہ ہم سے کہتے خوب نیا لباس اور فیشن ایبل کپڑے پہنا کرو تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ ہم مجاہدین ہیں۔ ہم ایسا ہی کرتے۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے ساتھ ہوتے اور بڑے عرصے تک ہم شہر کے اندر کارروائیاں کرتے رہے۔

حاجی خلیل ڈاکٹر صاحب کی جرات اور تدبیر کے متعلق فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر صاحب نے اہم اسلحوں اور ضروری جنگی وسائل سے بھرا ایک مزدا ٹرک میرے حوالے کیا اور خود ٹونس گاڑی میں آگے جانے لگے۔ ہم جب قندہار کے شکارپور بازار پہنچے وہاں سخت تلاشی جاری تھی۔ میرے آگے ایک کرولا گاڑی کھڑی تھی اور اس کے آگے ڈاکٹر صاحب ٹونس میں بیٹھے تھے۔ اہلکاروں نے ڈاکٹر صاحب کی گاڑی کی تلاشی کے بعد انہیں چھوڑ دیا۔ ڈاکٹر صاحب آگے بڑھ گئے۔ میرے آگے کھڑی کرولا گاڑی جب تلاشی کے لیے کھڑی ہوگئی میں نے سوچا تلاشی بھی سخت ہے اور ڈاکٹر صاحب بھی آگے چلے گئے، انہیں متوجہ کرنے کے لیے میں نے مزدا ٹرک کا زور دار ہارن بجایا۔ وہاں کھڑا ایک اہلکار آیا اور مجھے ڈانٹا کہ تم ہارن بجاکر تلاشی سے جان چھڑانا چاہتے ہو؟ ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ڈاکٹر صاحب آگئے اور اہلکار سے پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ فوجی اہلکار نے کہا "یہ ٹرک والا ہارن بجاکر تلاشی سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا ہاں یہ لوگ بڑی بڑی گاڑیاں لے کر شہر میں آجاتے ہیں اور بڑے بڑے ہارن بجاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے لوگ گھروں میں آرام نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے سخت ڈانٹا اور برا بھلا کہا، مجھے گریبان سے پکڑ کر نیچے اتارا اور دو چار تھپڑ مارے۔ پھر گاڑی کی جانب دھکا دے کر ڈانٹتے ہوئے مجھ سے کہا چلو آگے بڑھو! فوجی اہلکار حیرت سے ہکا بکا دیکھتا رہ گیا اور میں نے گاڑی آگے بڑھالی۔ اس طرح ہم نے گاڑی کو تلاشی سے بچالیا۔ کچھ آگے جاکر ڈاکٹر صاحب نے سائڈ مرر میں مجھے دیکھا اور ہنس پڑے۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہو انتہائی جراتمند اور بہادر قائد تھے۔

قاری محمد یونس:

اخلاص: میں حاجی صاحب کے جذبہ اخلاص سے بہت زیادہ متاثر تھا۔ جو جہادی خدمت بھی کرتے سامنے کھڑی مشکلات، خطرات اور

تھکاوٹوں کی کچھ پرواہ نہ کرتے۔ ایک بار انہوں نے کچھ علماء کو ان کا لائحہ عمل اور ذمہ داریاں حوالے کرنے کے لیے مدعو کیا تھا۔ یہ لائحہ عمل امارت اسلامیہ کے بڑے ذمہ داران کی موجودگی میں حوالے کیا جانا تھا مگر صورتحال یوں بنی کہ جس دن یہ لائحہ عمل علماء کے حوالے کیا جانا تھا اسی روز ڈاکٹر صاحب کا ایک اور اہم اجلاس بھی تھا۔ اس لیے دونوں اجلاسوں کا انعقاد ناممکن تھا۔

حاجی ڈاکٹر صاحب نے علماء سے کہا ہم رات کو تین بجے سفر کر کے وہاں پہنچیں گے۔ صبح کی نماز وہیں پڑھیں گے۔ نماز کے بعد آپ کا اجلاس ہوگا۔ اجلاس کے اختتام کے بعد میں دوسرا اجلاس شروع کروں گا۔ ان دونوں اجلاسوں کے مقامات کے درمیان سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے جس کا اکثر حصہ خراب اور ویران ہے۔ علماء نے جب یہ بات سنی تو سخت حیران رہ گئے۔ کہ صوبائی گورنر اور اتنے دور کا اکیلے سفر وہ بھی آدھی رات کو۔

جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا بالکل اسی طرح رات کے تین بجے ایک ساتھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ گاڑی چلا رہا تھا جبکہ گاڑی کے کاغذات بھی نہیں تھے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب بہت دیر ہو چکی ہے یہ بہت خطرناک ہے۔ گاڑی کے بھی کاغذات نہیں ہیں۔ صبح سویرے چلے جانا۔ وہ ہنسے اور پوری جرات اور اطمینان سے کہا: ان شاء اللہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایسے حال میں انہوں نے اجازت چاہی کہ ان کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور اطمینان صاف جھلکتا محسوس ہوتا تھا۔ اس طرح انہوں نے دونوں اجلاس کیے۔ مجھے اب بھی ان کا مسکراتا چہرہ نہیں بھولتا۔ اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔

قاری حبیب کہتے ہیں:

ڈاکٹر صاحب نے اپنے قید و بند میں گزرے ہوئے ایام کے متعلق ایک مرتبہ مجھ سے کہا: بڑے عرصے سے میری خواہش تھی کہ دینی علوم پڑھنے، اور دینی علوم کی خدمت کرنے کے لیے اللہ تعالی مجھے آرام دہ ماحول دیدے تاکہ میں اچھے اچھے ساتھیوں کے ساتھ رہ کر دینی علوم پڑھوں۔ پل چرخی جیل میں بند ہونے کے بعد باوجود اس کے کہ ہم قیدی سمجھے جاتے تھے مگر ساتھیوں نے وہاں اپنی ہمت اور کوششوں سے جیل کی فضاء ایسی بنا دی کہ ہم نے اس سے بے مثال فائدہ اٹھایا۔ یقینا اگر کوئی چاہے تو ہر طرح کے حالات سے اپنے دین و دنیا کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ جیل کا نام اگرچہ بہت برا ہے لیکن اگر مومن اور مجاہد قیدی کوشش کریں تو اس جیل کو بھی دینی خدمت کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

پل چرخی جیل میں ساتھیوں کی ہمت، اتفاق اور مفاہمت کی برکت سے ساتھیوں نے اپنی جائے رہائش (بلاک چہارم) میں ایک منظم مدرسہ بنایا۔ اس مدرسے کا آغاز بغلان کے رہنے والے ایک قیدی ملاجنت گل اخند کی کوششوں سے ہوا۔ بعد میں ساتھیوں نے اپنی کوششوں سے سارا سامان جیسے کتابوں کے ٹیبل، الماری، پردے، 15 اساتذہ کے لیے تدریسی اور مطالعے کی کتابیں، 120 طلبہ اور 30 سے زیادہ حفاظ کے لیے کتابوں اور قرآن کریم کے نسخوں کا اہتمام کیا۔ مدرسہ دیگر منظم مدارس کی طرح چلتا رہا۔ اس کے پہلے مہتمم جلال آباد کے مولوی محب اللہ تھے۔ ان کے بعد غزنی کے مولوی محمد عثمان اور ان کے بعد ننگرہار کے مولوی روح الامین اس مدرسے کی مہتمم مقرر کیے گئے۔

ہم نے وہاں ایک بڑی لائبریری بھی بنائی۔ جس میں تقریبا تین لاکھ روپے کی کتابیں ساتھیوں کے مطالعہ کے لئے جمع کیں۔ چوتھے بلاک کے اوپر دوسرے اور ساتھویں بلاک کے ساتھیوں سے بھی ہم کتابوں کا تعاون کرتے۔ پل چرخی جیل کے چوتھے بلاک میں کچھ غیر ملکی غیر مسلم افراد بھی بند تھے۔ ان میں سے اکثر افریقی تھے۔ ایک ان میں انگلینڈ کا رہنے والا بھی تھا۔ یہ اکثر نصرانی یا یہودی تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان غیر مسلموں کو بھی فائدہ پہنچانے کے لیے ہم نے انہیں دعوت دے کر اسلام کی جانب بلانے کی دعوت پر خاص توجہ دی۔ انہیں اسلامی معلومات، انگریزی کتابیں اور ریکارڈ شدہ کیسٹیں ڈھونڈ کر لا کر دیں۔ جس کے نتیجے میں ان میں سے چند افراد نے اسلام بھی قبول کیا۔ یہ ہماری ایک اور بڑی کامیابی تھی۔ ان کے اسلام لانے پر ہم نے جیل میں تقریب منعقد کی۔ تمام ساتھیوں نے انہیں مبارکباد دی۔ ساتھیوں نے انہیں نقد رقم اور کچھ دیگر تحفے تحائف بھی دیے۔ تو پل چرخی باوجود اس کے کہ ایک جیل تھا مگر مجھ سمیت دیگر ساتھیوں نے مل کر اس سے ایک مدرسے کا کام لیا۔ میں نے خود نحو، اصول، ادب اور دیگر دینی علوم کتابیں پل چرخی جیل میں پڑیں"۔

اللہ تعالی ڈاکٹر صاحب شہید پر رحم فرمائے۔ ان کے خاندان کو صبر جمیل، اجر عظیم اور نعم البدل عطا فرمائے۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

***

خیبر آپریشن کا کامیاب آغاز

حبیب مجاہد

رواں اسلامی سال 1435 کے مہینے رجب کی 13 تاریخ کو صبح پانچ بجے اللہ اکبر کے کفر شکن نعرے کے بعد کابل کے علاقے خواجہ رواش کے ہوائی اڈے میں جارحیت پسندوں کی تنصیبات پر راکٹ حملوں کے ساتھ اس سال کے نئے جہادی آپریشن کا آغاز کیا گیا جسے امارت اسلامیہ کی جانب سے خیبر آپریشن کے نام سے موسوم کیا گیا۔

آپریشن کے پہلے روز افغانستان بھر میں جارحیت پسند دشمن اور ان کے داخلی اتحادیوں پر راکٹ حملے، فدائی حملے، بم دھماکوں اور چھوٹے بڑے حملوں کے ذریعے آپریشن کا پہلا دن منایا گیا۔ بگرام ہوائی اڈہ جو جارحیت پسندوں کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کی حیثیت رکھتا ہے اس پر بھی راکٹ برسائے گئے۔ شینڈنڈ ہوائی اڈہ جو افغانستان کے مغربی خطے میں جارحیت پسندوں کا سب سے بڑا فوجی مرکز سمجھا جاتا ہے میزائل حملوں کا نشانہ بنا۔ غزنی شہر میں صوبائی سیکرٹریٹ اور دیگر حکومتی تنصیبات حملوں کی زد میں رہے۔ اسی طرح ملک کے تقریباً تمام صوبوں میں چند لمحوں ہی میں خیبر کی جہادی حملوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی۔ دن کے آخر میں امارت اسلامیہ کے ترجمان نے کہا کہ دن بھر کے دوران پورے ملک میں دشمن پر 231 جہادی حملے ہوئے۔ کرزئی حکومت کے وزیر دفاع ظاہر عظیمی نے اپنے ایک ٹویٹر پیغام میں یہ اعتراف کیا کہ 21 صوبوں میں ان پر سینکڑوں حملے ہوئے۔ جس میں حکومتی افواج اور خارجی فوجیوں کو بھاری ہلاکتیں اٹھانی پڑی ہیں۔

خیبر آپریشن کی پہلی جہادی کارروائیوں کی تعداد کو دیکھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ خیبر آپریشن کے آغاز کا دن انتخابات کے بعد سب سے زیادہ گرم رہا۔ انتخابات کے روز مجاہدین نے دشمن پر 1000 حملے کیے تھے۔

خیبر آپریشن کا آغاز ایسے حالات میں ہوا کہ جہادی میدان پہلے ہی سے کامیاب حملوں سے گرم تھا۔ آپریشن کے آغاز سے چند دن قبل 9 مئی کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک میں ایک طویل جنگ میں داخلی دشمن کو بہت بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔ اس روز ضلع بالا بلوک کے علاقے گنج آباد، خواجہ خدر، کال قلعہ اور شیوان میں دشمن کے ساتھ گھنٹوں جاری لڑائی میں دشمن کے 33 فوجی قتل اور 26 ہلاک ہوگئے۔ اس جنگ میں دشمن کے 2 ٹینک، ایک رینجر گاڑی، ایک مشین گن، 3 آر جی پی راکٹ، 3 بڑے مشین گن، ایک کلاشنکوف، 3 پستول، 2 بم لانچر، 12000 کلاشنکوف کی گولیاں، 22000 بڑے مشین گن کی گولیاں، 2000 مشین گن کی گولیاں اور دیگر جنگی سامان مجاہدین کو مال غنیمت میں ملا جسے محفوظ علاقوں کی جانب منتقل کر دیا گیا۔

اس واقعے کے ایک روز بعد 10 مئی قندھار ضلع میوند میں ضلعی گورنر ہاؤس کے سامنے کھڑے خارجی فوجیوں پر اس وقت کار بم حملے کے ذریعے حملہ کیا گیا جب یہ فوجی ٹینکوں میں سوار ہو رہے تھے۔ کار بم حملہ فدائی مجاہد حبیب اللہ صوبہ پکتیا کی جانب سے کیا گیا۔ اس حملے میں ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ جب امریکی فوجی اپنے ہلاک ہونے والے فوجیوں کے گرد جمع ہوگئے تو ایک اور مجاہد نوراللہ صوبہ قندھار نے موٹر سائیکل بم کے ذریعے ان پر فدائی حملہ کر دیا۔ جس میں 15 سے زیادہ خارجی فوجی ہلاک اور اس سے زیادہ زخمی ہوگئے۔ اسی روز صوبہ میدان وردگ ضلع سید آباد میں مجاہدین نے دشمن کے رسد فراہمی کی کانوائے پر حملہ کر دیا۔ جس میں دشمن کے 15 سے زیادہ گاڑیاں جل کر تباہ اور نیشنل آرمی کے 14 اہلکار ہلاک ہوگئے۔

دوسری جانب خیبر آپریشن کے آغاز کی تاریخ دشمن کے اس طویل آپریشن کے خاتمے اور شکست سے بھی موافق تھی جو دشمن نے ضلع گیلان میں شروع کیا تھا۔ دشمن کے سینکڑوں فوجیوں، اربکیوں اور پولیس نے 2 مئی کو غزنی ضلع گیلان پر قبضے کے لیے بڑے آپریشن کا آغاز کیا۔ اس آپریشن میں 150 فوجی گاڑیوں اور بھاری اسلحے کا استعمال کیا گیا۔ 9 دن تک جاری رہنے

والے اس آپریشن میں 15 گاؤں کے 300 سے زیادہ خاندان اپنے گھر خالی کرنے پر مجبور ہوگئے۔ دشمن کی پوری کوشش تھی کہ یہ علاقہ مجاہدین کے سے چھین لے۔ اس کے لیے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈہ بھی کیا گیا۔ پھر سینکڑوں مجاہدین کی ہلاکت کی خبریں بھی پھیل گئیں۔ مگر 11 مئی کو خیبر آپریشن کے آغاز سے ایک روز قبل دشمن نے ایسے حال میں شکست کھائی جب 9 روزہ جنگ میں اس کے 46 فوجی اور اربکی ہلاک اور کئی ٹینک تباہ ہوگئے۔

گیلان میں دشمن کی شکست کے ایک روز بعد 12 مئی کو مجاہدین نے خیبر آپریشن کا آغاز کردیا۔ آپریشن کے پہلے روز مذکورہ بالا حملوں کے علاوہ ایک اہم فدائی حملہ ننگرہار میں وزارت عدلیہ کے دفتر پر کیا گیا۔ جو دن کے آخر تک جاری رہا۔ جس میں دشمن کے 20 سے زیادہ اہم افراد ہلاک ہوگئے۔

خیبر آپریشن کے دوسرے روز ملک بھر میں کامیاب جہادی آپریشن کیے گئے۔ اس روز صوبہ غزنی ضلع قرہ باغ میں مجاہدین نے اربکیوں کی چیک پوسٹوں پر حملوں کا آغاز کردیا۔ جس سے دشمن کو بھاری جانی نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان حملوں میں نعیم کلا، قبرغی، خونیانو اور خالو خیل کے علاقوں میں اربکیوں کو بھاری نقصانات پہنچے۔ جس کے باعث اربکیوں نے کچھ چیک پوسٹیں بھی خالی کردیں۔ اسی روز صوبہ زابل کے مرکز قلات میں پولیس مرکز کے سامنے کار بم دھماکے سے 27 حکومتی اہلکار ہلاک ہوگئے۔ حکومتی حکام نے اپنے 16 پولیس اہلکاروں کی ہلاکت کا باقاعدہ اعتراف کیا۔ آپریشن کے تیسرے روز درجنوں حملوں کے ساتھ ایک اہم حملہ کابل شہر کے آٹھویں زون میں ہوا۔ جو کار بم دھماکے کی صورت میں تھا۔ اس علاقے میں شہری مجاہدین نے مقناطیسی بارودی سرنگ کے ذریعے دشمن کے اہلکاروں سے بھری گاڑی تباہ کردی جس میں بہت سے اہلکار ہلاک ہوگئے۔ اسی روز ہلمند ضلع مارجہ میں مجاہدین نے دشمن کی صفوں میں گھسے ہوئے ایک مجاہد کے توسط سے دشمن کے ایک کمانڈر سمیت چار اربکیوں کو ہلاک کردیا۔ اور ایک گاڑی اور چیک پوسٹ کے دیگر وسائل سمیت مجاہدین سے آملا۔
خیبر آپریشن کے تیسرے روز ایک اور اہم واقعہ صوبہ قندہار کے سرحدی ضلع بولدک میں پولیس مرکز کے حملے کا تھا۔ چار فدائی مجاہدین کا گروپ حملہ چار گھنٹے تک جاری رہا۔ جس کے نتیجے میں پولیس مرکز کے کمانڈر تورجان اور معاون نثار پہلوان سمیت چالیس فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ بولدک حملہ بہت ہلاکت خیز تھا جس میں دشمن کو بہت بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔ دشمن نے ظالمانہ طور پر اس کا انتقام فدائی مجاہدین کے جسدوں سے لیا۔ فدائی مجاہدین کے اجساد کو ٹینکوں کے ساتھ باندھ کر بہت بری حالت میں عام لوگوں کے لیے تماشہ بنادیا۔ دشمن کے اس نفرت انگیز عمل کی عام مسلمانوں اور امارت اسلامیہ کی جانب سے سخت الفاظ میں مذمت کی گئی۔
خیبر آپریشن کے اعلان اور آغاز کے ہفتے میں اتنی بڑی جہادی کامیابیاں اور روزانہ کے معمول کے حملوں کے ساتھ ساتھ بڑے کامیاب ہدفی حملے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ آپریشن الحمدللہ سابقہ آپریشنوں کی طرح پوری کامیابی سے شروع ہوا ہے اور منصوبے کے مطابق پوری کامیابی سے آگے بڑھتا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔
عسکری نقطہ نظر سے اس جنگ میں کامیابی کی وجوہات میں سے ایک وجہ مجاہدین کے حوصلوں اور عزائم کی بلندی اور جنگ کے لیے مجاہدین کی جسمانی و روحانی آمادگی ہے۔ خیبر آپریشن کے آغاز کے بعد اتنے کم عرصے میں مجاہدین کی جانب سے اس قدر مسلسل کامیاب حملوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مجاہدین ہر حوالے سے ان کارروائیوں کے لیے تیار ہیں۔ اور ہمیشہ کی طرح کفر کے خلاف جہادی تحریک کے لئے تیار ہیں۔ مجاہدین کے یہی طوفانی آپریشن دشمن کے پروپیگنڈے پر پانی پھیرنے کے لیے کافی ہیں۔ دشمن ذرائع ابلاغ کے ذریعے مختلف پروپیگنڈے کرتا رہتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے مجاہدین اب جنگ سے بیزار ہوچکے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں مجاہدین کے جہادی عزائم میں سستی آگئی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ مجاہدین اسلحہ اور لاجسٹک حوالے سے وسائل کی کمیابی کا شکار ہیں۔ مگر خیبر آپریشن کے کامیاب آغاز نے بتادیا کہ مجاہدین ماضی کی بنسبت اب جہادی تحریک کو آگے بڑھانے اور کامیابی سے ہم کنار کرنے کو مکمل طور پر آمادہ اور تیار ہیں۔ اللہ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم اعتماد رکھتے ہیں کہ جس طرح غزوہ خیبر اسلامی تاریخ میں یہودی دشمنوں کے اضمحلال اور شکست کے تعین کا معرکہ تھا۔ انشاء اللہ تعالی خیبر کے نام سے شروع ہونے والا آپریشن بھی جارح دشمن کی تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا۔ اس آپریشن کی برکت سے مجاہدین جارحیت پسندوں کو اسلامی سرزمین سے نکال باہر کردیں گے۔ ان شاء اللہ

مغرب کا "آزادی اظہار" کا پر فریب نعرہ

احمد شاہ وردگ

مغربی دنیا کے تہذیبی لوگ گزشتہ تین صدیوں سے اظہار آزادی کے گانے گا رہے ہیں، اور یہ دعوی کر رہے ہیں کہ آزادی کی وہ بڑی قدر کرتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اور ان کے دعوے غلط ہیں۔ جب مغربی دنیا میں صنعتی اور سیاسی انقلابات برپا ہوئے تو مغربی استعمار نے باقی دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے سازشوں کا آغاز کیا، مغربی لوگ کہتے تھے کہ ہم سفید فام اور تہذیب یافتہ لوگ ہیں، دوسروں کو تہذیب سکھانے کے لئے نکلے ہیں، حالانکہ آزادی کا تصور خود مختاری میں مضمر ہے نہ کہ غلامی میں۔ کیونکہ غلامی اور یلغار کی صورت میں تہذیب کا تصور باقی نہیں رہتا، ویسے بھی مغربی دنیا نے جن اقوام اور ممالک پر یلغار کی تھی وہ ان سے زیادہ مہذب تھے، کیونکہ علم اور تہذیب کی روایت مغرب سے نہیں بلکہ مشرق سے آئی ہے۔

اگر مغربی دنیا سائنس پر نازاں ہے تو یہ بھی مشرق سے مغرب یعنی فلسفہ اور سائنس بھی مسلمانوں کی جانب سے مغرب تک پہنچے ہیں، اسلام کا سورج بھی مشرق میں طلوع ہوا ہے نہ کہ مغرب میں، مغربی دنیا میں سیاہ فام اور سفید فام کا تصور اور فرق کل بھی موجود تھا اور آج کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی موجود ہے۔ قریب زمانہ کی بات ہے کہ مغربی دنیا میں سفید فام لوگ بڑے پیمانے پر سیاہ فام لوگوں کی تجارت کرتے تھے، جبکہ ہوٹلوں کے دروازوں پر لکھتے تھے کہ یہاں سیاہ فام اور کتوں کے لئے اندر آنے کی اجازت نہیں۔

کمونزم نے ستر سال تک مغربی دنیا کے لئے کام کیا، مغربی دنیا میں نسبتاً معاشرے کو آزادی حاصل تھی، جبکہ کمیونزم کے دور میں معاشرے کو آزادی کا حق حاصل نہیں تھا، ایک مشہور کہانی ہے کہ ایک امریکی کتے نے ایک روسی کتے سے ملاقات کی، روسی کتا قد میں بھی بڑا تھا اور جسم کے لحاظ سے موٹا تھا، امریکی کتے نے روسی کتے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ آپ آباد ملک میں رہتے ہیں اس لئے آپ بھی آباد ہیں، روسی کتے نے جواب دیا کہ یہ سچ ہے کہ ہمارے ملک میں اشیاء خورد ونوش زیادہ ہیں اور ہمیں کھانے کی چیزیں میسر ہیں لیکن یہاں ہمیں بھونکنے کی اجازت نہیں ہے، جس پر امریکی کتے نے کہا کہ ہمارے ملک امریکہ میں اگر کھانے کی چیزیں کم ہیں لیکن بھونکنے کی مکمل آزادی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ میں اظہار آزادی کا حق ان لوگوں کو حاصل ہے جو دلیل اور منطق سے عاری تھے، جن کے پاس بولنے کی طاقت نہیں تھی، جن کی اہمیت نہیں تھی، آزادی کا حق ان جیسے لوگوں کو حاصل تھا اور نہ امریکہ کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔

ایزرا پاونڈ بیسویں صدی میں گزرے ہوئے انگریزی زبان کے مشہور ادیب اور شاعر تھے، وہ امریکی نسل تھے، جب وہ اٹلی گئے تو فوری طور پر انہوں نے اسی وقت اٹلی میں برسر اقتدار امر [موسلینی] کی حمایت کی اور امریکہ کے خلاف قلم اٹھا کر جدجہد کا آغاز کیا، امریکی سیکورٹی ادارے نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ان کے حامیوں اور شاگردوں نے بھی اسے اپنے لئے خطرہ محسوس کیا، امریکہ نے ایزرا پاونڈ کو نفسیاتی مریض قرار دیا اور سالوں سال تک انہیں ہسپتال میں علاج معالجے کے نام پر سلا دیا کیونکہ ان کی گفتگو میں دلیل تھی، وہ دلیل سے بات کرتے تھے۔

یہ صرف ایک واقعہ نہیں ہے جس میں ایزرا پاونڈ امریکہ کو تنقید کا نشانہ بناتا تھا، 1960ء میں مارٹن لوتر کینگ نے شہریوں کی آزادی اور سیاہ فام انگریزوں کے حقوق کے لئے متحرک ہوئے جس پر FBI امریکی خفیہ ادارے نے ان کا تعاقب کیا وہ ٹیلیفون پر ان کی گفتگو ریکارڈ کرتے تھے۔ یہ بات بھی پرانی نہیں ہے کہ امریکہ نے اپنے ملک کا ایک مفکر [سوسن سونٹیگ] کو غدار قرار دیا کیونکہ وہ بھی سچ بولتے تھے۔

ایک کی ایک تازہ مثال [چومسکی] ہے جو ایک یہودی اور امریکی شہری ہیں، وہ امریکی حکومت کو بدمعاش حکومت قرار دے رہے ہیں، اور نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے شدید مخالف ہیں، اس لئے امریکہ نے ان کے حرکتوں پر نظر رکھا ہوا ہے اور انہیں دو القاب سے بھی نوازا ہے۔

قریب زمانہ میں ایک اور امریکی شہری [ایڈورڈ اسنوڈل] جنہوں نے امریکی سیکورٹی ادارے میں کام کیا ہے، وہ بھی مغرب کے اظہار آزادی کے تصور اور ایجنڈے کو ایک فریب اور دھوکہ قرار دے چکے ہیں، ان کی زندگی کو بھی ان ہی خیالات کی وجہ سے شدید خطرہ پیدا ہوا اور انہوں نے روس میں پناہ لی، انہیں پتہ چلا کہ امریکہ کے جاسوسی ادارے ہر روز لاکھوں کی تعداد میں ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو ریکارڈ کرتے ہیں، بیس ملین تک پیغامات اور میسجز پڑھتے ہیں اور اس حوالے سے میڈیا پر بھی آئے روز خبریں اور رپورٹیں سامنے آ رہی ہیں، اس پر تبصرے ہو رہے ہیں اور بحث ومباحثہ بھی شروع ہے، ان کے مطابق یہ کام امریکہ صرف نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے طور پر نہیں کر رہا بلکہ اس کا اپنے شہریوں اور عوام پر بھی اعتماد نہیں ہے، اس لئے امریکی جاسوسی ادارے ان کی نگرانی کرتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ یورپی ممالک کے صدور، وزراء اعظم اور پارلیمنٹ کے اراکین کے نقل وحرکات کی بھی کڑی نگرانی ہو رہی ہے اور وہ باقاعدگی سے ان کی جاسوسی کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات نہایت اہم ہے کہ مغرب بالخصوص امریکہ کی نظر میں اظہار آزادی کے حوالے سے دنیا کا کوئی انسان بھی مہذب نہیں ہے، ان کی نظر میں نہ کسی کی قدر ہے اور نہ ہی ان کا کسی پر اعتماد ہے، خواہ وہ مغربی شہری ہو یا امریکی شہری ہو، خلاصہ کلام یہ ہے کہ امریکہ کی نگاہ سے کوئی محترم شخص نہیں ہے اور نہ اس کا کسی پر اعتماد ہے، وہ ہر انسان پر شک کا اظہار کرتا ہے، اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ کا اظہار آزادی کا تصور اور ایجنڈا فریب کے سوا کچھ نہیں۔

★★★

بقیہ از: بدخشان اور پنجشیر میں عظیم فتوحات

کہ عرصہ دراز سے جہاد دشمن عناصر نے چند مفادات اور معمولی مراعات کی خاطر قوم کی خود مختاری اور حریت کو نیلام کرنے کا بازار گرم رکھا تھا اور گزشتہ تیرہ برس سے وہ دنیا کو یہ یقین دہانی دے رہے تھے کہ پنج شیر، بدخشان اور مجموعی طور پر شمالی صوبوں میں قابض افواج کے خلاف عوامی نفرت اور جہادی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

لیکن حال ہی میں ہونے والے حملوں نے یہ ثابت کر دیا کہ شمال بالخصوص بدخشان اور پنج شیر کے عوام کو اگر اجازت دی جائے تو وہ ضرور مجاہدین کی صف میں شامل ہو کر دشمن کے خلاف مزاحمت میں حصہ لیں گے، وہ ان کی حمایت کے نام پر ڈالر حاصل کرنے والوں سے ضرور حساب لیں گے، ان کو منطقی انجام تک پہنچائیں گے اور ان کے جھوٹے پروپیگنڈے کو ضرور رسوا کریں گے۔

بدخشان اور پنج شیر میں کامیاب جہادی کارروائیاں ایسے وقت میں کی گئیں جب امریکہ سے بھی افغان جنگ کی ناکامی اور ناامیدی کے آنسو بہہ گئے، اور عملی طور پر شکست سے دوچار ہونے کے علاوہ افغانستان میں امریکہ نے 710 ارب ڈالر کے بھاری اخراجات کا اعتراف کیا اور یہ کہا کہ افغان جنگ پر اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا بلکہ اس کی یہ رقم ضائع ہوئی۔

ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ نے جنگجو عناصر کو اربوں ڈالر دیکر نہ صرف بدعنوانی میں ملوث حکومت کی بنیاد رکھی بلکہ خود اس نے بھی قیمتی ذخائر لوٹنے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، افغان عوام کو اتنی خطیر رقم کا کوئی فائدہ نہیں ملا کیونکہ رقم لٹیروں کی جیبوں میں گئی، نہ ملک میں تعمیراتی منصوبے مکمل ہوئے اور نہ ہی عوام کو کچھ فائدہ ملا، جتنی بھی رقم آئی وہ لٹیروں اور حکومتی عہدوں پر براجماں جنگجو کمانڈروں کی جیبوں کی نذر ہو گئی، عوام کل بھی قابض افواج کے خلاف تھے اور آج بھی خلاف ہیں وہ عملی جہاد میں شریک ہیں، ملک کے دیگر صوبوں کی طرح شمالی صوبوں میں بھی جہادی کارروائیاں تیز ہو رہی ہیں، بدخشان کے بعد پنج شیر میں کامیاب کارروائیاں مجاہدین اور عوام کے لئے خوشخبری اور دشمن کے لئے پریشان کن پیغام ہیں۔

OOO

ایشیا میں امریکی سیاست

حیات اللہ (باکوزئ)

اسلام ہر لحاظ سے ایک مکمل دین ہے۔ سیاست ہو یا اور کوئی معاشرتی قانون۔ اسلام میں اس کی میراث ہمیں ملتی ہے۔ ہر وہ سازش یا چال جو اب ہمارے خلاف بنے جارہے ہیں ان لوگوں اور ان کی چالوں کی روک تھام کا طریقہ ہمیں اسلام بہت پہلے بتا چکا ہے۔ اسلام ایسے مبارک دین کے ماننے والے کبھی ناکام نہیں ٹھہرے۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کریں کہ وہ کیا کرتے تھے۔ اپنی کمزور معیشت کے باوجود دنیا کے حکمران بن بیٹھے۔ ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے۔ امریکا مسلمانوں کو کونسے زخم لگارہا ہے۔ وہ اپنی سیاست کیسے آگے بڑھا رہا ہے۔ کیا امریکا صرف اسلام کو کمزور کرنا چاہتا ہے یا اس کے کچھ اور بھی اہداف اور مقاصد ہیں۔ افغانستان امریکا کے لیے ضروری کیوں ہے۔

امریکا اتنی محدود سوچ لے کر یہاں نہیں آیا کہ انہیں ہم پشتونوں سے اس قدر ہمدردی ہے۔ ان کے اپنے متعین اہداف ہیں۔ یہ محض ان کی طفل تسلی ہے کہ وہ ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ امریکا یہاں افغانستان کی تعمیر نو کے لیے آیا ہے۔ قرآن کریم کی سورہ بقرہ میں اس بات کا خاکہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔

ترجمہ: "جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مچاتے مت پھرو، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم امن لانے والے ہیں، مگر یہی لوگ فساد برپا کرنے والے لیکن انہیں شعور نہیں (البقرہ11-10)

امریکی میڈیا جو اعلان کرتا پھرتا ہے کہ امریکا افغانستان میں امن لانا چاہتا ہے تو پھر یہ اسلحہ اور دیگر فوجی وسائل جو سمند کے راستے یہاں پہنچ رہا ہے یہ سب کس لیے ہے۔ جو کسی کے گھر میں امن لانا چاہتا ہے تو وہاں اسلحہ لے کر جاتا ہے؟ یا ان سے بات چیت اور مذاکرات کرتا ہے۔ امریکا دراصل اپنے ایشیائی جنگ کے لیے میدان جنگ افغانستان کو بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ یہاں سے ایشیا بھر میں فساد پھیلایا جائے۔ یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں۔ ہم مسلمانوں کے پاس نجات کا ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ پر چلیں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

اگر کوئی قرآن کریم کے علاوہ کسی اور قانون پر فیصلہ کرے تو بیشک یہی لوگ منافق اور ظالم ہیں۔

اے مسلمان! امریکا نے تمہیں ایسا دبا رکھا ہے کہ پچاس سال بعد بھی تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔ وہ تمہیں علم سے دور کرنا چاہتے ہیں تاکہ تم اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنو۔ علم انسان کے گرد ایک حصار ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے۔ ہمارے پاس علم کی کمی ہے جس کی وجہ سے ہم اسلام کی حاکیت قائم کرنے میں ناکام ہورہے ہیں۔ جس شعبے میں بھی ہو ہمیں علم کی ضرورت ہے۔ وہ علم سائنسی ہو یا دینی۔ ہم مقصد زندگی کو پہچان نہ جائیں امریکا ہمیں افغانستان بنانے نہیں دے گا۔ ہم جب افغانستان کی تعمیر کریں گے تب ہم اپنی حاکیت قائم کرسکیں گے۔ اپنی سرزمین ہو یا دوسروں پر، حکومت اس وقت کی جاسکتی ہے جب اپنے آپ پر ہماری حکومت مضبوط ہو، بس یہ لوگ ہمیں اسی لیے چھوڑتے نہیں کیوں کہ پھر جنگ کا انہیں فائدہ نہیں ملے گا۔ یہ لوگ ہمیں یہی سمجھنے نہیں دیتے کہ جب ہمارا ملک تعمیر ہوجائے گا تب ہم اسلام کو حاکم کرسکیں گے۔

امریکی سیاست اب روبہ زوال ہے۔ افغانستان کے علاوہ ان کے پاس اب کوئی اور جگہ نہیں جہاں بیٹھ کر وہ ایشیا کے معاملات سنبھال سکیں۔ آج جب یہ لوگ افغانستان سے رسوا ہوکر نکل رہے ہیں تو یہ فساد کے خاتمے کی خوشخبری ہے صرف افغانوں کے لیے نہیں بلکہ برصغیر کے لیے بھی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بدکاروں سے ہمیں نجات دلادے۔ آمین ثم آمین۔

انقلاب ثور واقعات اور حقائق

قاری حبیب

افغانستان میں برپا ہونے والے روسی کیمونسٹ انقلاب کو عرف عام میں انقلاب ثور بھی کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ افغانستان میں عام طور پر حساب کتاب کے لیے هجری شمسی سال کا حساب کیا جاتا ہے۔ هجری قمری کے حساب سے اب تک ہجرت نبوی کو 1435 سال گزر چکے ہیں جبکہ هجری شمسی سال اب 1393 چل رہا ہے۔ بارہ برج جیسے حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت اس کے بارہ مہینے ہیں۔ ان مہینوں میں چونکہ ثور کے مہینے میں روسی کیمونسٹ انقلاب افغانستان میں آیا تھا اس لیے اس انقلاب کو انقلاب ثور کہا جاتا ہے۔ ذیل کی تحریر میں روسی کیمونسٹ انقلاب کے اسباب و وجوہات، مجاہدین کی کامیابی مگر ملک پر کنٹرول نہ کرسکنے اور اسلامی نظام قائم نہ کرسکنے کی وجوہات و اسباب کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ادارہ

بڑے واقعات اچانک یا حادثاتی نہیں ہوتے۔ بلکہ پہلے سے اس کے منطقی دلائل اور مقدمات ہوتے ہیں۔ شمسی ہجری سال کے مہینہ ثور کی ساتویں اور آٹھویں تاریخ کو دو اہم واقعات پیش آئے ہیں۔ آج کل ان واقعات پر گرم بحثیں جاری ہیں۔ ان کی کیفیت اور عواقب کا تجزیہ کیا جارہا ہے مگر بہت کم لوگ ان تاریخی واقعات کے اسباب اور مقدمات پر غور کرتے ہیں کہ آخر یہ واقعات کیسے، کس کے ہاتھوں اور کیوں پیش آئے۔ ان کے اسباب اور وجوہات کیا تھیں۔

اس بحث میں افغانستان کے ایک فرد کی حیثیت سے ثور کی آٹھویں اور نویں تاریخ کے تاریخی پس منظر کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان واقعات کے متعلق نسبتا مناسب فیصلے، نتائج اور سبق اخذ کیا جاسکے۔

اکتوبر 1917ء میں روسی بولشویکوں نے لینن کی قیادت میں انقلاب برپا کر کے سوویت یونین کے نام سے کیمونزم کی فکری بنیادوں پر قائم ایک کیمونسٹ حکومت قائم کردی۔ کیمونسٹ سوویت یونین جسے زار روس کی ساری مستعمرات میراث میں ملیں تھیں نے ایشیا اور یورپ میں ایک خونخوار سپر طاقت کی حیثیت سے اپنے پر پرزے پھیلانے شروع کردیے۔ کیمونسٹوں نے نہ صرف کیمونسٹ نظریے کو عالمی سطح پر ترویج دینی شروع کردی بلکہ فکری یلغار کے ساتھ ساتھ عملی سیاسی جارحیت کا بھی آغاز کردیا۔ افغانستان سوویت یونین کے جنوب میں واقع ایک پڑوسی تھا۔ افغانستان کے جنوبی حصے میں سوویت یونین کے بڑے بڑے اہداف پڑے تھے۔

برصغیر چین کی طرح کیمونزم کے لیے ایک موزوں و مناسب بستر سمجھا جاتا تھا۔ بحیرہ عرب کا گرم پانی جس کے ذریعے سوویت یونین بہت آسانی سے مشرق وسطی پر قبضے اور یورپی استعماری ممالک سے مقابلے کے لیے استعمال کرسکتا تھا۔ مگر سوویت یونین کے ان بڑے اہداف کی راہ میں جنوب کی جانب افغانستان ایک بڑی رکاوٹ کی طرح حائل تھا۔ 1919ء میں کیمونزم کے عملی تسلط کے داعی ولادیمیر لینن نے کہا تھا: "افغانستان وسطی ایشیا کی چابی ہے۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ ملک برصغیر کی جانب ہماری پیش قدمی کے لیے نہر سوئز کا کردار ادا کرے گا"۔

اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان پر کیمونزم کی یلغار کا آغاز ساتویں ثور کو آنے والے ظاہری انقلاب ثور سے نہیں ہوا بلکہ اس سے چھ عشرے قبل اس وقت ہوا تھا جب روس پر کیمونسٹوں کا قبضہ ہوا تھا اور ان کے یہ عزائم بنے تھے کہ بحیرہ عرب اور بحرالکاہل کی جانب سوق الجیش میں اس سرزمین کا استعمال کیا جائے گا۔

اسی وقت سے سوویت یونین کے کیمونسٹ رہنما مسلسل اس کوشش میں رہے کہ وسطی ایشیا اور مشرقی یورپ کے ممالک کی طرح افغانستان کو بھی کیمونزم کے رنگ میں رنگ دیں۔ اسی لیے انہوں نے افغانستان کے ساتھ ایک پڑوسی کی حیثیت سے سیاسی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات قائم کرنا شروع کردیئے۔ افغانستان کی مجبوریوں اور افغان حکام کی غفلت کے باعث یہاں

Lest we forget

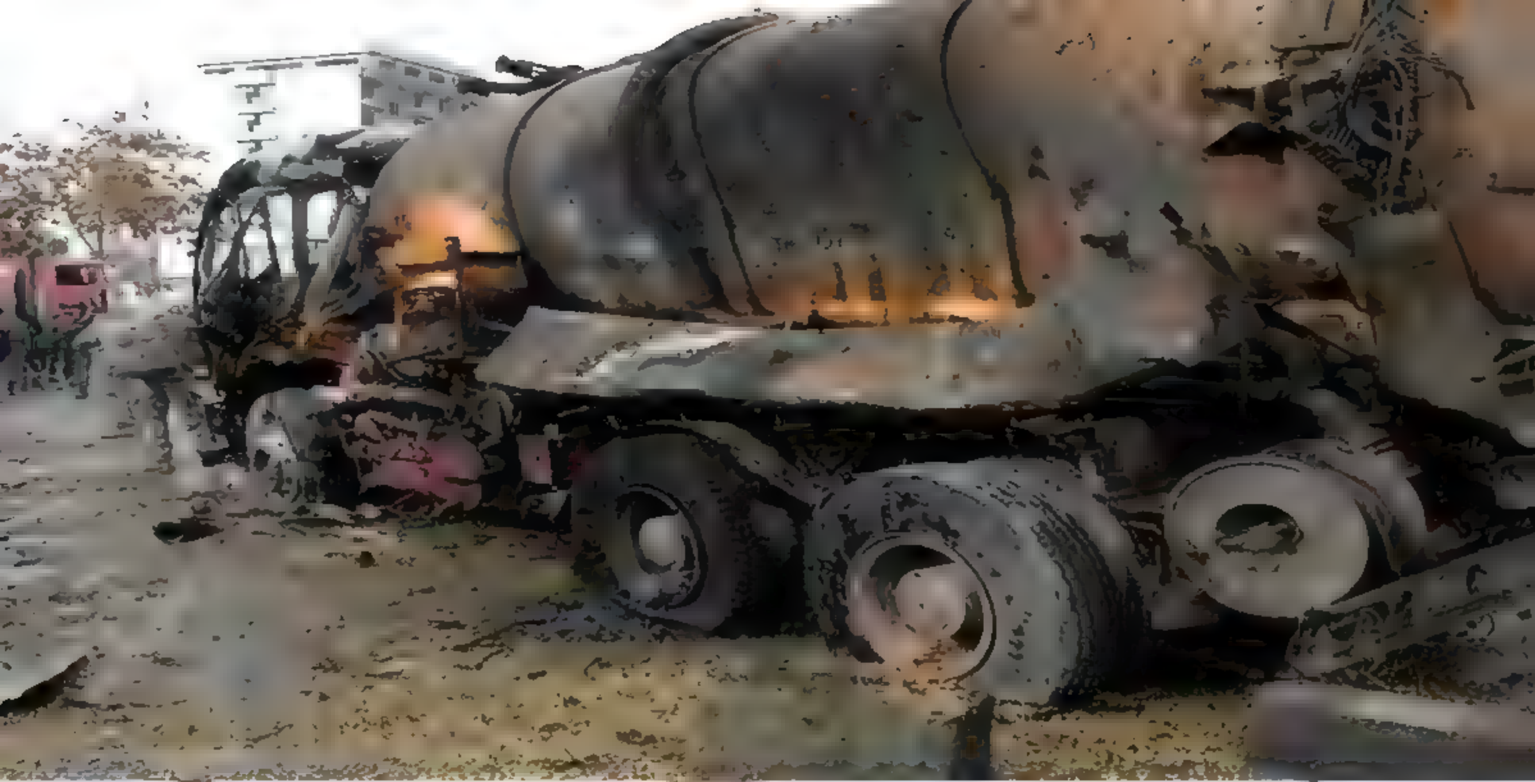

کیمونزم کے پودے کو اگنے اور جڑ پکڑنے کا موقع ملا۔ دوسری طرف افغانستان کے شاہی خاندان میں جاری داخلی سازشوں نے اور بھی افغانستان میں کیمونسٹ تنظیم کو ایک منتخب جماعت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

افغانستان کا بادشاہ ظاہر شاہ اپنی حکومت کے پہلے روز ہی سے بس نام کا بادشاہ تھا۔ اختیارات کے حوالے سے اس کے چچا ہاشم خان اور شاہ محمود افغانستان کے اصل حکمران تھے۔ 1953 میں شاہ محمود کے استعفیٰ کے بعد ان کے چچازاد بھائی اور عمر میں ان سے چھوٹے داؤد خان صدر اعظم بنادیے گئے۔ ظاہر شاہ اگرچہ اس سے قبل صدر اعظم کی حیثیت سے اپنے چچاؤں کے بے پناہ اختیارات کو برداشت کرتا رہا مگر اب چچاؤں کے بے پناہ اختیارات لے کر صدر اعظم بننے والا داؤد اس کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ وہ مزید برائے نام بادشاہ بننا نہیں چاہتا تھا اس لیے اس نے سردار داؤد کو ہٹانے کا ارادہ کیا۔

اس مقصد کے لیے ظاہر شاہ نے بہت مہارت سے چال چلی۔ اس نے کہا اب مطلق العنان بادشاہت کا دور گزر چکا ہے۔ دنیا انقلابات کی زد میں ہے۔ انقلاب کا راستہ روکنے اور کسی حد تک ملک میں جمہوریت کو تمثیلی شکل دینے کے لیے عوامی رائے کی بنیاد پر ایک منتخب پارلیمنٹ بنایا جانا چاہیے۔ صدر اعظم کا انتخاب پارلیمنٹ کرے گی اور تمام انتظامی اختیارات صدر اعظم کو سونپ دیے جائیں گے۔ اس طرح داؤد کو امید پیدا ہوئی کہ وہ انتخابات کے ذریعے صدر اعظم بن کر تمام اختیارات کے مالک بن جائیں گے۔ مگر دوسری جانب ظاہر شاہ نے اس حوالے سے بنائے گئے آئین میں اس شق کا بھی اضافہ کردیا کہ شاہی خاندان کا کوئی فرد رکن پارلیمنٹ، وزیر یا صدر اعظم کے لیے امیدوار نہیں بن سکتا۔ اس طرح ظاہر شاہ نے داؤد خان کے لیے اختیارات کے حصول کے راستے مسدود کردیے مگر نئے بننے والے آئین نے جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات کے راستے کھول دیے۔

اس عرصے میں افغان معاشرے میں زیر زمین سطح پر کیمونزم اپنے افکار کو ترویج دیتا رہا۔ اس لیے جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات کا اعلان ہوتے ہی سب سے پہلے جو جماعت سامنے آئی وہ کیمونسٹوں کی "خلق جمہوری پارٹی" تھی۔ جس کا ڈھانچہ بہت پہلے سے بن چکا تھا۔

اس دوران عالمی سطح پر کیمونزم، مغربی لبرل ازم اور اسلام کے مقابلے میں ایک تیسری قوت بن چکا تھا۔ جیسا کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے اس لیے عالمی تقابلی صورتحال کے پیش نظر افغانستان میں بھی کیمونسٹ افکار کے خلاف اسلامی افکار کی حامل جماعتیں سامنے آئیں۔ مگر چونکہ شاہی خاندان کا فکری میلان اسلامی کے بجائے نئے رجحانات کی جانب تھا اسی لیے انہیں اپنے اسلام پسند مخالفین سے خوف بھی تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ کسی بھی طرح سے فعال اسلامی سیاسی جماعتوں یا شخصیات کا خاتمہ کردیا جائے۔

دوسری طرف داؤد خان جنہیں ظاہر شاہ نے صدر اعظم کے عہدے سے ہٹایا تھا اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ظاہر شاہ کو حکومت سے ہٹانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اس کام کے لیے کیمونسٹوں کو استعمال کرنا شروع کردیا، کیمونسٹوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے بڑے بڑے کام کر دکھائے۔ یہاں تک کہ حکومتی حلقوں اور فوج میں موجود کیمونسٹوں کے ذریعے ظاہر شاہ کے خلاف فوجی بغاوت کر کے انہیں بادشاہت سے محروم کردیا۔

یہ وہ دور تھا جب افغانستان کے کیمونسٹ لوگوں کی مستیاں عروج پر تھیں۔ انہیں اپنا ہدف بہت قریب نظر آنے لگا تھا مگر سردار داؤد کو طبعی طور پر کیمونزم سے نفرت تھی وہ تو محض آلہ کے طور پر کیمونسٹوں کو استعمال کررہا تھا اس نے کوشش شروع کی کہ کسی طرح کیمونسٹوں کو سامنے سے ہٹادیا جائے۔ مگر یہ تو وہ وقت تھا کہ سوویت یونین کی حمایت اور خود داؤد خان کی "خدمات" کی وجہ سے پانی سر سے گزر چکا تھا۔ اس لیے بجائے اس کے کہ داؤد خان کو کامیابی ملتی کیمونسٹوں نے ثور کی سات تاریخ کو صدارتی محل میں انہیں ان کے خاندان سمیت ہلاک کردیا۔

7 ثور سے کیمونسٹوں کی عملی حاکمیت کے قیام اور سوشلسٹ پروگراموں کے آغاز سے اسلامی مزاحمت اور بھی شدت اختیار کرگئی۔ افغان عوام کے دینی و جہادی رہنماؤں کو احساس ہوا کہ اگر کیمونزم کے خلاف زوردار انداز میں مزاحمت نہ کی گئی تو شاید افغانستان بھی ماوراالنہر، قفقاز اور ترکستان جیسے حالات سے دوچار ہوجائے گا۔ اسی لیے کیمونسٹوں کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا گیا۔ کیمونزم کے خلاف جہاد بعد میں سوویت یونین افواج کے افغانستان میں داخلے کے بعد اور بھی شدت اختیار کرگیا۔ یہ جہاد 14 سال تک جاری رہا یہاں تک کہ سوویت یونین کو شکست ہوگئی۔ 1340ھ شمسی کے اواخر میں کیمونسٹ انتظامیہ کو بھی ہتھیار ڈال کر شکست تسلیم کرنی پڑی۔ اس وقت کیمونسٹ انتظامیہ کی قیادت ڈاکٹر نجیب کے ہاتھ میں تھی۔ ڈاکٹر نجیب بہت عرصے تک انٹیلی جنس میں کام کرچکا تھا شاید اس لیے وہ ہر کسی پر اعتماد کرنے والا نہ تھا ہر شخص کو شک کی نظر سے دیکھنا اس کی طبعیت میں

شامل تھا۔ جماعت اور حکومت میں اندرونی سطح پر ہمیشہ اس کی کوشش رہی کہ وہ تمام اختیارات اپنے پاس محفوظ رکھے اور اپنے مخالفین کا خاتمہ کردے۔ انہیں اپنے بعض بڑے بڑے وفادار ساتھیوں کی وفاداری پر بھی شک تھا۔ جس کی وجہ سے انہیں شاہنواز تنی اور شمالی افغانستان میں اپنے ہی لوگوں کی بغاوت اور عدم اطاعت کا سامنے کرنا پڑا۔

خوست جیسا اسٹریٹجک اعتبار سے اہم علاقہ نجیب کے قبضہ سے جا چکا تھا اسے ڈر تھا کہیں اس کا سارا سسٹم ہی ختم نہ ہوجائے۔

انہیں کیمونسٹ انتظامیہ کے اندرونی جھگڑوں، خلقی، پرچمی کی جنگ اور لسانی وعلاقائی تعصبات کا بہت پہلے سے اندازہ تھا۔ اس لیے اس کی کوشش تھی کہ ہر وہ شخص جس سے اسے خطرہ محسوس ہو اسے راستے سے ہٹادیا جائے، اس کی حکومت ختم کردی جائے

ڈاکٹر نجیب کی انہیں پالیسیوں کی وجہ سے اس کے کئی فکری مخالف ناراض، مشتعل اور بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے۔ اور نوبت یہاں تک آپہنچی تھی کہ مستقبل قریب میں کیمونسٹ حکومت مجاہدین کے حملوں کی بجائے اپنے داخلی فسادات کی وجہ سے ختم ہوجائے۔ مگر دوسری جانب کیمونزم کے خلاف لڑنے والے مجاہدین انتہائی منتشر حالت میں تھے۔ دو عشرے قبل برہان الدین ربانی، شیخ جمیل الرحمن، مولوی حبیب الرحمن، سخی داد فائز، گلبدین حکمتیار، مولوی جلال الدین حقانی، مولوی نصر اللہ منصور، قاضی امین وقاد، احمد شاہ مسعود، مولوی فتح اللہ اور دیگر رہنما جو کیمونسٹوں سے ہجرت کرکے پشاور کی گلبہار حویلی میں قیام پذیر تھے۔ وہاں ایک دستر خوان پر کھانا کھاتے اور ایک امام کی اقتداء میں نماز ادا کرتے مگر اب جب وہ ہدف کے قریب پہنچ گئے تھے ان کے درمیان پہلی سی محبت اور قربت بالکل ختم ہوگئی تھی۔ مجاہدین کے درمیان جہاد کے آخری مراحل میں وہ اتحاد اور ہم آہنگی باقی نہیں رہی تھی جیسی شروع میں تھی۔ اس لیے اگرچہ کیمونسٹ حکومت خود بخود گرنے کو تھی مگر مجاہدین میں اتنی سکت نہیں تھی کہ صحیح طریقے سے حالات کو اپنے کنٹرول میں لے سکیں۔

1370ھ شمسی کے مہینے جدی میں ڈاکٹر نجیب نے قومی فوج کے مشہور جنرل بابہ جان، بلخ کے گورنر جنرل جمعہ خان اور جنرل خان آغا کو اپنے مناصب سے سبکدوش کردیا تھا۔ 25 جدی کو ڈاکٹر نجیب نے فرمان جاری کیا جس کی رو سے حیرتان کے کور کمانڈر جنرل مومن اور شمالی علاقوں کے دو کمانڈروں جنرل بلال الدین اور عبدالوہاب کو بھی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش کردیا گیا۔

جنرل مومن کو سبکدوشی کا پیغام پہنچا تو اس نے بغاوت کا آغاز کردیا۔ اس نے شمال کے دوسرے کمانڈروں رشید دوستم، غفار پہلوان، رسول پہلوان اور درہ کیان کے کمانڈر حسام الدین کو بھی بغاوت پر آمادہ کردیا۔ کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ وہ خود کریں۔ ان کیونسٹوں میں سے کوئی بھی اسلامی ذہن نہیں رکھتا تھا۔ نہ ان کی ڈاکٹر نجیب سے دشمنی اسلام پسندی کی بنیاد پر تھی۔ انہیں ڈاکٹر نجیب کی مخالفت کے لیے مجاہدین کی حمایت کی ضرورت تھی اس لیے انہوں نے اپنا ایک نمائندہ خفیہ طور پر احمد شاہ مسعود کے پاس بھیجا اور ان سے اتحاد کی درخواست کی۔

جنرل مومن کی جماعت میں بعد ازاں دوستم اور دیگر بھی آکر شامل ہوگئے۔ اور انہوں نے مجاہدین سے براہ راست ملاقاتیں شروع کردیں۔ اسی سال ہجری شمسی سال کے مہینے حوت کے اواخر میں کیمونسٹ جنرلوں اور جہادی کمانڈروں کی مفاہمت سے ایک مشترکہ منصوبہ تشکیل دیا گیا تاکہ شمالی علاقوں پر مکمل طور پر قبضہ کیا جائے۔ جنرل مومن کے مطابق اس منصوبے میں بدخشان، تخار اور قندوز پر قبضے کی ذمہ داری جمعیت اسلامی کو دی گئی، سمنگان، جوزجان اور سرپل دوستم نے اپنے ذمے لے لیے، فاریاب پر قبضے کی ذمہ داری غفار پہلوان اور رسول پہلوان کو دی گئی اور مزار شریف

چونکہ پشاور کے فیصلے پر تمام جماعتوں کا اتفاق تھا۔ اس لیے صبغت اللہ مجددی ثور کی 7 تاریخ کو صبح سویرے پشاور سے روانہ ہوئے۔ رات انہوں نے کابل کے مشرقی مضافات میں گذاری اور اگلے دن 8 ثور کی دوپہر کو وہ کابل میں داخل ہوگئے۔ اس طرح 8 ثور مجاہدین کی کامیابی کے دن کی حیثیت سے تاریخ میں درج ہوگیا۔ اگرچہ مجاہدین کی انہیں ناقص پالیسیوں اور غیر ہم آہنگی کے باعث بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہوئے مگر 8 ثور صرف کابل میں صبغت اللہ مجددی کے داخلے کا دن نہیں بلکہ ہماری چودہ سالہ جہاد کی کامیابی کا دن ہے۔ یہ دن کیمونزم کی شکست اور افغانستان کی آزادی کی علامت ہے۔ جس پر ہماری غیور قوم کو فخر کرنا چاہیے۔

کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ دوستم مغرب کی جانب سے علم خان اور استاد عطا کی قیادت میں جنوب کی جانب سے اور جنرل مومن کی فوج شمال کی جانب سے مزار شریف پر حملہ آور ہوں گے تاکہ اس شہر پر قبضہ کیا جائے۔ اس طرح افغانستان کے شمالی علاقے بجائے اس کے کہ مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہوتے دوستم جنرل مومن، غفار پہلوان، رسول پہلوان، جعفر نادری، جنرل حسام الدین اور دیگر کیمونسٹ جنرلوں کے ہاتھوں میں چلے گئے جس پر پہلے بھی انہیں کا قبضہ تھا۔

احمد شاہ مسعود، استاد عطا، انجینئر نسیم مہدی اور مجاہدین کے کچھ اور کمانڈروں کے کیمونسٹوں کے ساتھ اس اتحاد پر دیگر جہادی رہنما متفق نہیں تھے۔ مجاہدین میں سے کچھ لوگ کیمونسٹ رہنماؤں کی کیمونسٹوں سے اس علیحدگی کو مجاہدین کی کامیابی سمجھ رہے تھے حتیٰ کہ صبغت اللہ مجددی نے جنرل دوستم کے اس اقدام کو حضرت خالد بن ولید کے اسلام لانے کے واقعے سے تشبیہ دی۔ مگر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کی خواہش تھی کہ کیمونسٹوں کو جہادی صفوں میں خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔

یہی اجتہادی اختلاف مجاہدین کے درمیان اختلاف کا بنیادی نکتہ بن گیا۔ احمد شاہ مسعود چاہتا تھا کابل پر قبضے کے لیے مزار شریف والا طریقہ ہی استعمال کرے، اس لیے جبل السراج میں جہادی شوریٰ کے نام سے ایک شوریٰ تشکیل دی گئی احمد شاہ مسعود جس کے سربراہ اور جنرل دوستم اور عبدالعلی مزاری ان کے معاونین منتخب کیے گئے۔

احمد شاہ مسعود نے اپنے نئے کیمونسٹ حلیفوں کے ساتھ مشترکہ اقدام کے طور پر کابل میں موجود کیمونسٹ حکمران کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ مزار شریف کے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے مخالفت سے دستبردار ہو جائے۔ 1371ھ شمسی سال کے مہینے 26 حمل کو احمد شاہ مسعود اور اس کے اتحادی جنرل مومن، عبدالمجید روزی، بابہ جان اور دیگر کابل میں مقیم اپنے اتحادیوں کے ساتھ مفاہمت کے بعد اپنی افرادی قوت سمیت کابل میں داخل ہو گئے اور اہم سٹریٹجک مقام پر قبضہ کر لیا۔ مسعود نے چاریکار سے جہادی رہنماؤں کو اطلاع دی کہ کابل حکومت گرنے کو تیار ہے صرف ان کی حکومت بنانے اور سربراہ مملکت متعین کرنے کی دیر ہے۔

اس طرح کئی جہادی رہنما 1371ھ شمسی سال 4 ثور کو پشاور میں جمع ہو گئے۔ اور طویل مباحثے کے بعد عبد رب الرسول سیاف کے پیش کیے گئے نکات پر اتفاق کیا گیا۔ جس کے مطابق پہلے دو ماہ کے لیے عبوری حکومت قائم کی جائے گی جس کے سربراہ صبغت اللہ مجددی ہوں گے، وہ پچاس افراد کا وفد لے کر اقتدار سنبھالنے کے لیے کابل جائیں گے۔ اس کے بعد برہان الدین ربانی 4 ماہ کے لیے سربراہ مملکت ہوں گے۔ پھر ایک اسلامی شوریٰ بنائی جائے گی جو آئندہ سربراہ مملکت کا تعین کرے گی۔

اس فیصلے پر تمام جماعتیں راضی تھیں مگر حزب اسلامی کو اس سے اختلاف تھا۔ حکمتیار کا اصرار تھا کہ کابل میں حکومت اب بھی دوستم، نبی عظیمی، بابہ جان اور مجید روزی جیسے کیمونسٹوں کے ہاتھ میں ہے۔ جنہوں نے مجاہدین کا نقاب اوڑھ لیا ہے پہلے انہیں اپنے صفوں سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مجاہدین فاتحانہ انداز میں کابل میں داخل ہوں۔

چونکہ پشاور کے فیصلے پر تمام جماعتوں کا اتفاق تھا۔ اس لیے صبغت اللہ مجددی ثور کی 7 تاریخ کو صبح سویرے پشاور سے روانہ ہوئے۔ رات انہوں نے کابل کے مشرقی مضافات میں گذاری اور اگلے دن 8 ثور کی دوپہر کو وہ کابل میں داخل ہو گئے۔ اس طرح 8 ثور مجاہدین کی کامیابی کے دن کی حیثیت سے تاریخ میں درج ہو گیا۔ اگرچہ مجاہدین کی انہیں ناقص پالیسیوں اور غیر ہم آہنگی کے باعث بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہوئے مگر 8 ثور صرف کابل میں صبغت اللہ مجددی کے داخلے کا دن نہیں بلکہ ہماری چودہ سالہ جہاد کی کامیابی کا دن ہے۔ یہ دن کیمونزم کی شکست اور افغانستان کی آزادی کی علامت ہے۔ جس پر ہماری غیور قوم کو فخر کرنا چاہیے۔

کچھ لوگ پشاور کے کمزور معاہدے اور 8 ثور کے بعد شروع ہونے والی خونریز جنگ کو دیکھتے ہوئے اس روز پر تنقید کرتے ہیں۔ انہیں بتانا چاہیے کہ یہ دن ہم اپنے اس جہاد کی علامت کی حیثیت سے مناتے ہیں جسے بیسویں صدی کا عجوبہ قرار دیا گیا ہے۔ وہ جہاد جس کی برکت سے کیمونزم کا عالمی درندہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پوری دنیا کو مارکس، انگلز اور لینن کے منحوس افکار سے نجات مل گئی۔ اس روز ہمیں چودہ سالہ سختیوں، ہجرتوں اور شہادتوں کی یاد تازہ کرنی چاہیے۔ اس روز اپنے شہداء کی روحوں کو دعائیں دیں۔ ان کے مزارات پر جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے پاک جہاد، ہجرت، شہادت اور دیگر تکالیف کی قبولیت کے لئے دعا کریں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ثور کی 7 اور 8 تاریخ کے پس منظر کا تجزیہ کرتے ہوئے تاریخ کے ان دو واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ ان ایام کے اسباب اور مقدمات کی فکر کریں اور مستقبل کے لیے رہنما کی حیثیت سے اس سے استفادہ کریں۔

افغانستان میں عیسائیت کی کوشش

تحریر: ابو معاویہ

[اشرف غنی کی اہلیہ افغانستان میں عیسائیت پھیلانے کے لئے سامنے آگئیں]

افغانستان ایک اسلامی ملک ہے، طاغوتی قوتوں نے جب بھی اس ملک پر فوجی یلغار کی ہے انہوں نے اس ضمن میں مذہبی وار سے بھی کبھی گریز نہیں کیا ہے، اب دہشت گردی کے نام سے جو جنگ افغانیوں پر مسلط کی گئی ہے اس سے نہ صرف ان کے جان ومال کو نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ نسل نو اور نوجوان طلبہ کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر ایمان سے محروم کرنے کے لئے مختلف عیسائی مشنریاں سرگرم ہیں، افغانستان کو عیسائی ملک بنانے کی کوششیں عروج پر ہیں، عیسائی ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ پہلے کسی ملک میں پرکشش نام سے داخل ہوجائیں پھر عیسائیت کی تبلیغ کی کوششیں تیز کریں، چرچ کی تاریخ میں لکھا ہے۔

عیسائی مبشرین کہتے ہیں کہ ہم نے بہت کوشش کی کہ پوری دنیامیں صلیب کو قائم کریں لیکن دوجگہوں پر ہم ناکامی سے دوچار ہوئے، ایک افغانستان میں اور دوسرا سعودی عرب میں۔ اور ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ ان دوملکوں میں پہلے ہم کسی پرکشش عنوان کے تحت داخل ہوجائیں اور پھر وہاں اپنی جڑیں مضبوط کریں۔

امریکی یلغار کے بعد امریکہ اور یورپ کے مبشرین افغانستان آگئے، جن میں کھیتولیک، آرتھوڈاکس، انگلیکن، لوترن اور کچھ دیگر فرقے شامل تھے، یہ تمام مبشرین اس لئے یہاں آئے کہ وہ عیسائیت کی تبلیغ کی کوشش کریں لیکن الحمد اللہ انہیں کوئی کامیابی نہیں ملی، افغان عوام اسلام کے مقدس نام پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں ان کے لئے اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب قابل قبول نہیں، ہاں یہ بات درست ہے کہ محدود تعداد میں چند لوگ ڈالروں، عہدوں، مراعات اور دیگر مفادات کی خاطر مرتد ہوچکے ہیں لیکن یہ تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

افغان عوام کو عیسائی بنانے کے لئے عیسائی پرعزم ہیں، اور صدیوں سے یہ کوششیں ہورہی ہیں جب برطانوی سامراج برصغیر پر مسلط تھا اور کئی بار افغانستان پر حملے کئے گئے اور ہر بار وہ ناکامی سے دوچار ہوتے رہے اسی لئے ان کی مذہبی یلغار بھی ناکام رہی، پشتو زبان میں انجیل کی اشاعت پہلی بار 1895 میں لندن سے ہوئی، اس وقت شاید کوئی افغان عیسائی نہ تھا لیکن ان کی کوششیں اس وقت سے جاری ہیں اور اب وہ چاہتے ہیں کہ افغانستان میں ایک بڑا گرجا تعمیر کریں۔

چونکہ افغانستان کے صدارتی انتخابات کے بعد دو مضبوط امیدوار میدان میں رہ گئے ان میں ایک اشرف غنی ہے، لیکن ظاہر بات تو یہ ہے کہ جو بھی امریکی کندھوں پر سوار ہوکر ان کی آشیرباد سے افغانستان کے صدر منتخب ہوجائیں گے وہ صلیب کی خدمت عبادت سمجھ کر کریں گے ان میں اشرف غنی سب سے آگے ہیں۔ کیونکہ ان کی اہلیہ لوراغنی لبنانی امریکن شہری اور عیسائی خاتون ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سب سے پہلے صلیب کی خدمت کروں گی، عیسائیت کی تبلیغ کروں گی، جب ان کی یہ باتیں انٹرنیٹ کے ذریعے منظر عام پر آئیں تو انہوں نے عوام کو ورغلانے کے لئے قرآن پاک کی چند آیات کی تلاوت کرکے انٹرنیٹ پر شائع کی تاکہ اشرف غنی کے حامی عوام کو ورغلانے کی کوشش کریں۔

اگرچہ مغربی میڈیا نے گزشتہ دس سال سے مسلسل اشرف غنی احمدزئی کی بڑی خدمت کی، انہیں دانشور، مفکر، تعلیم یافتہ اور ذہین قرار دیا لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ عیسائی دنیا کی کوششیں تھیں، ہمارے ملک میں عیسائی دنیا نے اپنا اثر بڑھانے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی، کسی کو مرتد کیا، کسی نے نبی ہونے کا دعوی کیا، کسی کو ڈالر سے خریدا اور کسی سے قران پاک جلانے کی جسارت کروائی۔

لیکن الحمدللہ افغان عوام ان کی چالیں خوب سمجھتے ہیں اور عیسائی دنیا کی ہر

کوشش کو ناکام بنا کر بڑی سمجھداری سے جواب دینے کے لئے تیار ہیں اور یہاں افغانستان میں عیسائیوں کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔

مجموعی طور پر عیسائی کوشش کرتے ہیں کہ پوری دنیا میں صلیبی نشان بلند کر کے عیسائیت کو پھیلا دیں، وہ عرب ممالک میں بھی یہی کوشش کرتے ہیں اور عجم ممالک میں بھی سرگرم ہیں، وہ عرب دنیا میں یہاں تک کوشش کرتے ہیں کہ انجیل کو عرب عوام کے لئے عربی زبان کی گیارہ اقسام میں چھاپ اور تقسیم کر چکے ہیں جیسا مصری لہجہ، یمنی لہجہ، عراقی لہجہ وغیرہ۔

انجیل کا پشتو ترجمہ پہلی بار ہندوستان میں سنہ 1853ء میں ہوا، بلوچی اور براہوی زبانوں میں بائبل کا ترجمہ سنہ 1907 میں کیا گیا، فارسی زبان میں بائبل کا ترجمہ سنہ 1884ء میں کیا گیا، مزید تفصیل قاموس الکتاب صفحہ 127 پر ملاحظہ فرمائیں۔ مصنف، ایف ایس خیر اللہ، مسیحی کتب خانہ 36 فیروز پور روڈ لاہور 2008ء

اس کے علاوہ وہ بائبل کو دو ہزار زبانوں میں ترجمہ کر کے تقسیم کر رہے ہیں، امریکہ میں مورمن کے نام سے ایک مسیحی ادارہ یونیورسٹیوں میں 38 زبانوں میں انجیل کا درس دیتا ہے، یہ سب عیسائی مبشرین ہیں اور پھر دنیا میں اس کو پھیلاتے ہیں، وہ جہاں جائیں گے ان یونیورسٹیوں میں ان علاقوں کے حالات، روایات اور رسم سے متعلق انہیں درس دیا جاتا ہے، پھر یہ مبشرین وہاں جاتے ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں، وہ ہر ماہ 38 زبانوں میں جرائد چھاپنے کا باقاعدگی سے انتظام کرتے ہیں، اور ان کے قارئین کی تعداد بیس لاکھ سے زائد ہے، وہ سستی قیمت پر ان جرائد کو فروخت کرتے ہیں، وہ اپنے منسوخ دین کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر کوشش کرتے ہیں جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم غافل سو رہے ہیں، ان کی سازشوں اور چالوں سے ہم بے فکر ہیں، اس راہ میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی محدود تعداد میں ہیں، میں امت مسلمہ کے علماء کرام، روحانی پیشواؤں، دانشوروں، دیندار مسلمانوں اور بالخصوص اہل قلم سے یہ امید رکھتا ہوں کہ عیسائی دنیا کی ہر سازش کو ناکام بنانے کے لئے کمربستہ رہیں گے اور ان کی سازشوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور ان کی چالوں کی روک تھام کے لئے عملی جدوجہد کریں گے۔

نکتہ چینی!

محمد فرہاد جانباز

آخر ہمیں کسی بات کا مثبت رُخ دیکھنے کی عادت کیوں نہیں رہی ہے؟ اگر گفتگو میں بے جا نکتہ چینی کا زہر ہلاہل گھولنے، بات کا بتنگڑ بنا کر مذاق اڑانے اور بال کی کھال اتار کر عزتِ نفس کو عریاں کرنے کے بجائے ... قرآنی اخلاق کی رُوح پرور ٹھنڈک اور نبوی پیار کی جاں فزا محبت شامل کر لی جائے، تو یہ چار دن کی چھوٹی سی زندگی ہنستے ہوئے باغ اور مسکراتے ہوئے پھول کی طرح بن جائے گی۔ تب فاسد نظریات کی اوٹ میں بیٹھ کر، کی جانے والی نقصان دِہ ذہن سازی بھی ختم ہو جائے گی۔ تب نازک لبوں پر حسین تبسم کی دل فریب لہریں اٹھکیلیاں کریں گی اور حیادار نگاہوں کے سمندر میں اُلفت، چاہت اور اپنائیت کے میٹھے پانی کی ایسی تیرتی ہوئی بوندیں پیدا ہوں گی، جو نامناسب نکتہ چینی کے سبب جنم لینے والی چبھتی تشنگی کو مٹانے کے کام آتی ہیں !.....

کیا آپ جانتے ہیں... کسی بھی بات کا غیر مناسب طور پر منفی رُخ اختیار کرنے پر ہماری کتنی ہی جان دار، بے حد قیمتی اور بہترین صلاحیتیں، لاشعوری طور پر بے سُود اور نفرت انگیز کارہائے شیطنت کی نذر ہو جاتی ہیں۔ آخر یہ بھی تو ایک مقامِ غور و فکر ہے نا کہ 'فوت شدہ شخص کے بُرے افعال کا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے... مُردے کی صرف اچھائیاں ہی دیکھنے کا فرمان کیوں دیا گیا ہے؟' ہمیں اچھے گمان، خوب صورت فکر اور دل نشین خیالات دینے والی اس بات پر کچھ تو ضرور ہی سوچنا چاہیے!!!

امریکہ افغانستان سے فرار ہو کر کہاں جا رہا ہے؟

تحریر: عبید/ت

معروف امریکی جریدے واشنگٹن ٹائم نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان تھا[خدا حافظ افغانستان، سلام افریقہ]۔اس رپورٹ میں لکھا گیا تھا کہ چونکہ افغانستان سے امریکی انخلاء کی مدت کا وقت بھی قریب آ رہا ہے اس لئے امریکہ افغانستان میں مزید قیام کی بجائے افریقہ پر توجہ مرکوز رکھ کر منصوبہ بندی کر رہا ہے۔

ایک اعلی امریکی فوجی عہدیدار نے امریکی جریدے سے گفتگو میں کہا کہ ہم افغانستان میں مزید قیام کرنے اور جنگ کے عمل میں مصروف رہنے پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ 2014ء کے آخر تک امریکی انخلاء کے بعد ہم اپنی فوجیوں کو براعظم افریقہ منتقل کریں۔

امریکی فوجی یونٹ نمبر 449 کے کمانڈر سرہنگ کلی پسمور نے افریقی ملک جبوتی کے ائیرپورٹ لمونیر پر مقامی جریدے استارز اند استرپیس سے گفتگو میں کہا کہ ہم افغانستان سے فوج اور فوجی وسائل کو مشرقی افریقہ منتقل کر رہے ہیں۔

ان کا کہنا تھا کہ اب تک ہمارے اہلکار جبوتی نہیں آئے ہیں تاہم عسکری وسائل کو یہاں منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے،امریکی کمانڈر کا کہنا تھا کہ اگرچہ افغانستان میں لڑنے والے ہمارے فوجی ذہنی طور کسی اور جنگ میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں اور ان کے علاج و معالجے کی بھی ضرورت ہے لیکن پھر بھی پہلے انہیں یہاں افریقہ منتقل کریں گے اور پھر انہیں اپنا ملک بھیجوا سکتے ہیں۔کمانڈر پسمور سے جب سوال کیا گیا کہ کیا امریکی فوجی جبوتی میں عسکری سرگرمیوں میں حصہ لیں گے تو انہوں نے جواب دینے سے گریز کیا تاہم یہ کہا کہ جبوتی ملک کو ہماری ضرورت ہے اور ممکن ہے کہ ہم یہاں کچھ فوجی اڈے کھول دیں۔

امریکی کمانڈر نے افغانستان سے امریکی فوجیوں کی انخلاء کے بارے میں کہا کہ اگرچہ افغانستان میں جنگ کا خاتمہ نہیں ہوا ہے اور طالبان ایک موثر قوت کے طور پر اب بھی موجود ہیں لیکن ہم نے وہاں چار لاکھ افغان آرمی کو تربیت دی اب ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ امریکی فوجیوں کی جنگ کو جاری رکھیں۔

امریکی کمانڈر کے خیالات سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ افغانستان میں مایوس ہو چکا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ افغانستان میں مزید قیام باعث نقصان ہے کیونکہ تیرہ برس سے امریکیوں نے تمام جنگی وسائل بروئے کار لا کر نقصان اٹھانے کے علاوہ کوئی کامیابی حاصل نہیں کی۔

امریکیوں نے افغانستان پر یلغار کرنے کے بعد افغان عوام کو بدعنوانی میں ملوث حکومت، اخلاقی دیوالیہ پن اور غیر مستحکم ملک دیا اور ملک کے طول و عرض میں قیمتی ذخائر اور معدنیات کو لوٹنے میں کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، اب یہ عناصر چاہتے ہیں کہ افریقہ میں اپنا ڈیرہ ڈال دیں اور وہاں کے ذخائر اور معدنیات کو لوٹنے کے لئے ماحول بنا رہے ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ امریکہ نے افغانستان کے بعد جبوتی کو اپنا ہدف بنایا ہے، جبوتی افریقہ میں ایک مسلم اکثریتی ملک ہے جس کی آبادی 4 لاکھ سے متجاوز ہے اور 23،000 کلو میٹر مسافت پر مشتمل ملک ہے اور اسی طرح اقوام متحدہ کا رکن بھی ہے اور افریقہ اور عرب اتحاد میں بھی نمائندگی رکھتا ہے، عربی اور فرانسوی اس ملک کی سرکاری زبانیں ہیں۔

★★★

حالیہ افغان انتخابات: لٹیروں کی قرعہ اندازی

محمد عادل

استعمار جہاں بھی جاتا ہے وہاں اس کی اولین خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے نظامِ حکومت ہی نہیں بلکہ طرزِ معاشرت کو بھی اپنی ہر جز کے ساتھ نافذ کر دے۔ حصولِ مقصد کی خاطر اسے دھونس اور دھمکی سے کام لینا پڑے یا پردے کے پیچھے بیٹھ کر پتلیوں کو ہلا کر اس کا الو سیدھا ہوتا ہو' یہ سب امور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ ارضِ افغاناں کے جری سپوت کوئی جذباتی ردِ عمل نہیں بلکہ یہ ابطال' استعماری پتلیوں کی پسندیدہ طرزِ معاشرت کی بساط لپیٹنے کی پوری تاریخ رکھتے ہیں۔ اِسی قندھار' جہاں سے طالبان کی صورت میں نبوی جانباز اٹھے ہیں' نے پردے اور چار دیواری کے تحفظ کی خاطر روس کی آمد سے پہلے بھی ایک ہزار علما اور نوجوانوں کی قربانی دے ڈالی تھی۔ یہ بات تو ایک جملہ معترضہ کے طور پر آگئی۔

عصرِ حاضر کا استعمار امریکہ' ذرا زیادہ ہی عقل مند بننے کی کوشش کرتا ہے بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ اسے پہلے سے ہی اپنی اوقات کا اندازہ ہوتا ہے' بس معاملہ وہی ہے کہ: بدنام نہ ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا؟ اور یہ ابتدا ہی میں جمہوریت کے قیام جیسی نعرہ بازی کر لیتا ہے تاکہ پس قدمی کے لیے بعد میں کوئی بہانہ تراشنے کی ضرورت نہ رہے۔

افغانستان پر حملہ کرتے وقت بھی امریکہ نے دہشت گردی کے خاتمے کے ساتھ دوسرا مقصد جمہوریت کا قیام بتلایا تھا۔ جب امریکہ آیا تو اس سے پہلے بھی کہا جاتا تھا کہ طالبان افغان عوام کی خواہش کے برعکس ظالمانہ انداز سے عوام پر حکومت کر رہے ہیں۔ ان سارے تجزیوں کا ابطال ان تیرہ سالوں کا ہر دن کر چکا ہے لہٰذا اس پر مزید بات تحصیل حاصل ہی کے مترادف ہے۔

طالبان نے عسکری چال چلتے ہوئے اور افغان عوام کی جان و مال کو مقدور بھر تحفظ دینے کی خاطر اپنی حکومت چھوڑ دی' جس پر" ابو رِغالِ عصر" نے بھی طنزاً کہا تھا کہ ملا عمر ایک موٹر سائیکل پر بیٹھ کر فرار ہو گیا ہے' تو امریکی استعمار نے حامد کرزئی (پنجابی والا قرضئی پڑھا جائے) کی صورت میں ایک پتلی' قرعہ اندازی کے بعد تختِ کابل پر لا بٹھائی۔ لٹیروں کی دوبار کی قرعہ اندازی' جو اصلاً پنٹاگون میں ہو جاتی ہے' میں تو اول نمبر کا لٹیرا حامد کرزئی ہی قرار پایا۔ یہ لٹیرا صرف مال کا لٹیرا ہی نہیں تھا بلکہ عزتوں کا لٹیرا بھی تھا۔ " اقتدار" کے محل سے رخصتی کے وقت تو معاہدے پر دستخط نہ کر کے یہ اپنی غیرت و حمیت دکھانے کے چکر میں ہے مگر اپنے دور میں اِس بدقماش' بے حمیت اور بے غیرت شخص نے کبھی بھی امریکی آقاؤں کو اس بات سے نہیں روکا کہ وہ دن اور رات کے مختلف اوقات میں چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے مارے جانے والے چھاپوں سے باز آجائیں۔

امریکہ نے دستور بنایا ہے کہ ایک لٹیرا صرف دوبار افغان عوام کو لوٹ سکتا ہے اس کے بعد کوئی دوسرا لٹیرا آنا چاہیے۔ یہ بھی اصل میں جمہوریت کا جوہری وصف اور "اصل حسن" ہے کہ چہرہ بدل دیں تاکہ عوام کا غصہ اسی چہرے کی رخصتی کے ساتھ رخصت ہو جائے اور وہ جمہوریت کو برا نہ جانیں۔ لہٰذا اب نئے لٹیرے کے لیے " سی۔ آئی۔ اے" نے پنٹاگون کے ساتھ مل کر نئی قرعہ اندازی کی ہے جسے مختلف مرحلوں میں پرت پرت کر کے سادہ لوح افغان عوام کے سامنے آشکار کیا جائے گا کہ وہ اس کو ایسے ہی سمجھیں جیسے ان کے اختیار سے ہی یہ لٹیرا حکمران بنا ہے۔۔۔۔

ان سطور کے شائع ہونے تک شاید ابھی لٹیروں کی ابتدائی قرعہ اندازی میں پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والے "عبد اللہ عبد اللہ" اور "اشرف غنی" میں نئی ڈربی ریس شروع نہ ہوئی ہو۔ طالبان نے آخری وقت میں اِس قرعہ اندازی کو نہ چھیڑنے کا فیصلہ کیا تھا کہ اِس قرعہ اندازی کو ہو ہی لینے دیا جائے۔

وہ فیصلہ جو وائٹ ہاؤس کے ایوانوں میں کیا جا چکا ہے اُسے غیور افغان عوام پر نافذ کرنے کے لیے عوامی انتخاب کا ڈھونگ رچایا گیا ہے۔ اِس ڈرامے کا سکرپٹ بھی پوری احتیاط سے لکھا گیا ہے اور اور اُس کی قسط وار عکس بندی بھی نہایت ماہرانہ اور عیارانہ طریقے سے کی جا رہی ہے تاکہ 'اپنے دلوں کے بہت قریب بسنے والی افغان عوام' پر یہ دھوکہ آشکار ہونے سے بچ جائے۔

اِس سب کے باوجود اس نام نہاد انتخاب کی حیثیت درحقیقت یہ کہ ووٹروں تک کو انفرادی سطح پر اور انتخابی ٹاؤٹوں کو کھربوں روپوں کی ادائیگی اور دھاندلیوں' تفصیل انٹرنیٹ پر اُنہی کے اپنے میڈیا پر ملاحظہ کر لیں' اور طالبان کی طرف سے کچھ نہ کہنے کی تسلی ہو چکنے کے باوجود' اُنھی کے حساب کتاب کے مطابق 42فی صد افغانیوں نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا یعنی

انھوں نے بے انتہاء لالچ دلائے جانے کے باوجود اپنی ضمیر کی آواز کو دبایا نہیں اور لٹیروں اور ڈاکوؤں کی اِس قرعہ اندازی پر عدم اعتماد کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس سے بھی بہت کم لوگ پولنگ سٹیشنوں تک گئے ہیں لیکن ہم نے انھی کے فراہم کردہ اعداد و شمار ہی کو اِس لیے ذکر کر دیا کہ ہمارے فراہم کردہ شماریاتی جائزے کو کہیں حزبی تعصب نہ سمجھ لیا جائے۔

امارت اسلامیہ افغانستان اپنے 10 مارچ 2014 کے بیان میں اِس قرعہ اندازی کی حقیقت کے بارے میں واضح کر چکی ہے کہ اسکی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے کیوں کہ سی۔ آئی۔ اے اور پینٹاگون نئے لٹیرے کا فیصلہ کر چکی ہے اور انتخابات کے ذریعے بس آنکھوں میں دھول جھونکنی ہے۔ اِسی طرح 2 اپریل کے بیان میں کہا گیا تھا کہ اگر استعمار یعنی امریکہ عوام کی رائے کو اعتبار دیتا تو وہ پہلے اپنی فوج کو نکالتا۔ (ویسے تو جو تھوڑی سی بھی سمجھ بوجھ اور عقل رکھتا ہے اُس کے لیے امارت کا یہ ایک جملہ ہی کافی ہے کہ ان انتخابات کی اوقات ہی کیا ہے۔۔۔)

افغانستان میں رہنے والے اور پڑوسی ممالک کے بعض جنادری قسم کے تجزیہ کار حضرات یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں کہ " انتخابات کی "کامیابی " سے واضح ہو گیا ہے کہ افغان قوم نے طالبان کو دھتکار (Reject) دیا ہے اور اُن کی اہمیت افغان معاشرتی ڈھانچے میں اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ "

ہم ایسے تجزیہ کاروں سے صرف ایک ہی بات کہیں گے کہ اگر ایسے ہو چکا ہے تو یہ سب الیکشن کی صبح ' اچانک سے تو وقوع پذیر نہیں ہوا ہو گا بلکہ ایک عرصے سے ہونے والا مسلسل عمل ہو گا اور یہ الیکشن کے اعداد و شمار اس عمل کے نتیجے کا اظہار ہوں گے۔ تو جناب! پھر ذرا اپنے تجزیے کا تجزیہ جسے یار لوگ "جواب آں غزل" بھی کہتے ہیں اور دعوے کا ابطال بھی سنتے چلیے۔ کہ موجودہ افغان حکومتی نظام اور آئین وغیرہ پر جس عوامی اعتماد کا آپ راگ الاپ رہے ہیں وہ میدان میں کہاں ہے ؟؟؟

اگر آپ کو جنگ اور اس کے اصولوں کی تھوڑی سی شدبد بھی ہے تو یقیناً یہ علم بھی ہو گا کہ عوام کے اندر جڑوں کے مضبوط ہونے کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاتا ہے کہ دشمن کے جو حملے ہو رہے تھے اُن میں کتنی کمی آئی ہے؟ اور اس کمی کے اسباب میں سے سب سے اہم سبب اور عامل یعنی 'عوام نے خود آگے بڑھ کر استخباراتی (Intellegence) میدان میں حملے روکنے میں کتنی مدد کی ہے ؟؟؟ تو جنابِ من! اِس معاملے میں تو صورتِ حال یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی تائید و نصرت کے بعد عوام کی مدد سے طالبانِ ذی شان کے حملوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے!!! اور یہ شیرانِ توحید' عقل سے خالی استعماری کھوپڑیوں کو ' اپنی ضربوں سے توڑ ڈالنے میں ہر دم مصروف ہیں۔

اس طرح ایک بات یہ بھی کہی جا رہی ہے کہ کہا تو یہ جاتا ہے کہ 70 فی صد یا اس سے بھی زائد علاقے پر عملاً طالبان کی حکومت ہے لیکن انتخابات کے دوران ڈالے جانے والے ووٹوں سے اس بات کی نفی ہوتی ہے۔ عرض ہے کہ 70 فی صد علاقے ہی نہیں بلکہ افغان عوام کی اکثریت کے دلوں پر بھی طالبان ہی حکومت کر رہے ہیں۔ اگر اس بات میں کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اِس جنگ کی ابتداء میں ایک بار کی اختیاری پسپائی کے بعد پھر سے طالبان ہر گزرتے دن کے ساتھ طاقت ور ہونے والی قوت بن کر نہ ابھرتے۔ ان نام نہاد انتخابات کا بغور جائزہ لیا جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ٹرن آؤٹ (جیسا کیسا بھی تھا) کہاں زیادہ رہا؟ شہری علاقوں میں یا دیہاتی علاقوں میں؟ اور یہ بات پورے افغانستان میں مشہور ہے کہ چند بڑے شہروں سے باہر کے افغانستان پر طالبان حکومت کرتے ہیں اور جب رات ہوتی ہے تو شہروں کے اندر بھی طالبان کی حکومت ہوتی ہے۔

امریکہ کو اگر ٹرن آؤٹ کا اتنا ہی یقین ہوتا تو وہ نام نہاد انتخابات کو آزادانہ ہونے دیتا جس کی نشان دہی امارت اسلامیہ نے اپنے 2 اپریل کے اعلامیے میں کی تھی۔ یہ 58 فی صد ٹرن آؤٹ کا شور تو امریکی مشینوں کا ہے۔ حقیقتاً کتنے افغان پولنگ سٹیشنوں پر گئے اس کا کسی کو علم نہیں ہے۔

آخر میں زبان کا ذائقہ بدلنے کے لیے ایک ہلکا پھلکا تجزیہ!

افغان ووٹروں کی کل تعداد کے جس 42 فی صد نے ووٹ نہیں ڈالے اُن کی رائے کیا ہے وہ بتانے سے پہلے ذرا اِن 58 فی صد کی حصے داری ملاحظہ فرمائیں؛

عبد اللہ عبد اللہ کے حاصل کردہ ووٹ 45 فی صد اِس 58 فی صد میں سے

اشرف غنی 31.56

زلمے رسول 11.37

عبد الرسول سیاف 7.04

قطب الدین ہلال 2.75

گل آغا شیر زی 1.57

محمد داؤد سلطان زئی 0.46

ہدایت امین ارسلا 0.23

اچھا جناب! اگر آپ کے اصول کو درست مانا جائے تو پھر 42 فی صد ووٹ نہ ڈالنے والے افغان تو ہوئے طالبان ذی شان کے حامی' باقی رہ گئے 58 فی صد' تو پیسے کے لالچ اور دھمکیوں سے ووٹ ڈالنے والے اِن 58 فی صد میں سے کچھ ہیں عبد اللہ عبد اللہ کے حامی کچھ اشرف غنی کے اور کچھ کسی تیسرے اور چوتھے' پانچویں کے تو پھر تمہارے اِس اصول کے تحت بھی زیادہ حمایت تو طالبانِ ذی شان اور حضرت امیر المؤمنین' ملا محمد عمر مجاہد دامت برکاتھم العالیہ ہی کی ہوئی نا۔

امریکی سینیٹروں اور افغان جنگجو کمانڈروں کی شراکت داری

پینٹا گون نے ایک رپورٹ شائع کی جس کے مطابق افغان جنگ پر امریکہ کے اخراجات 710 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئے، ان اخراجات کا زیادہ حصہ ان جنگجو کمانڈروں کو ملا جنہوں نے پہلے طالبان کے خلاف جنگ کو ٹھیکے پر لیا پھر اہم حکومتی عہدوں پر براجمان ہو کر ذاتی کمپنیوں کی آڑ میں اربوں ڈالر کمائے۔

رپورٹ کو شائع کرنے والے ادارے بلومبرگ نے لکھا ہے کہ بدعنوانی میں ملوث افغان حکومت کی بدنامی بھی درحقیقت ان جنگجو کمانڈروں کی وجہ سے ہو رہی ہے، امریکہ کا ان کمانڈروں پر بڑا اعتماد ہے، خون خرابہ میں ملوث یہ کمانڈر امریکہ کے پرجوش حامی اور اتحادی ہیں، امریکہ نے انہیں مکمل اختیارات دیکر افغان حکومت کو ان کے ہاتھوں یرغمال بنا دیا۔

افغان جنگ میں چند امریکی سینیٹروں اور افغان جنگجو کمانڈروں کے درمیان ایک معاہدے کے تحت مشترکہ کمپنیوں کے ذریعے وہ اربوں ڈالر کما چکے ہیں۔ انہوں نے امریکی امداف اور افغان حکومت کو بڑا نقصان پہنچایا۔

رپورٹ کو مرتب کرنے والے ادارے نے واضح کیا ہے کہ امریکہ کا ان کمانڈروں پر اندھا اعتماد اس کا سبب بنا کہ وہ جان بوجھ کر جرائم پیشہ عناصر کے ٹولے میں تبدیل ہو گئے، حکومت اور افغان تجارتی مراکز میں اہم مقامات پر فائز ہو گئے تاکہ حامد کرزئی ان کے سامنے بے بس ہو کر ان پر اعتماد کریں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہی جنگجو کمانڈر نیشنل کمپنیوں کی سیکورٹی کے نام پر نہ صرف امریکہ کے لئے قابل احترام تھے بلکہ ان پر عوام نے بھی اعتماد کا اظہار کیا تھا۔

امریکہ کی وزارت دفاع کے ترجمان کے مطابق امریکی سازوسامان کو افغانستان لے جانے والی کمپنیوں کے مالکان کے ساتھ امریکہ نے کوئی حساب کتاب نہیں کیا، بلکہ امداد اور سیکورٹی کے نام پر امریکہ سے اربوں ڈالر حاصل کرنے والے افغان جنگجو کمانڈر امریکی کنٹرول سے بھی نکل گئے، امریکہ نے ان کے جرائم پر اس لئے خاموشی اختیار کی تھی کہ وہ افغانستان میں تعینات اتحادی افواج کے لئے لائے جانے والے فوجی وسائل اور سازوسامان کو خطرہ درپیش نہ ہو۔

افغانستان پر امریکی یلغار سے قبل امریکی حکام نے وادی پنج شیر میں شمالی اتحاد کے اہم رہنماؤں سے ملاقات کی اور انہیں ڈالروں سے بھرے ہوئے بکسوں کا تحفہ دیا اسی روز سے ان کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا معاہدہ ہوا تاکہ دونوں مل کر طالبان کو کمزور کریں، لیکن آہستہ آہستہ ان دونوں فریقین کی دوستی تجارتی جڑ پکڑنے لگی، افغان خفیہ ادارے کے اعلیٰ حکام کہتے ہیں کہ افغان جنگجو کمانڈروں کے ساتھ امریکی حکومت اور کانگریس کے اہم رہنماؤں کے مضبوط رابطے ہیں اور اہم معاملات میں امریکی حکام نے جنگجو کمانڈروں کو وفاداری کا سرٹیفکیٹ دیکر ان کی تعریف کی ہے۔

بلومبرگ کی رپورٹ میں نشاندہی کی گئی ہے کہ 8، افغان کمپنیوں کو دو ارب ڈالر کا ٹھیکہ دیا گیا جب 2011ء میں حامد کرزئی نے کمپنیوں کی تحقیقات شروع کیں تو اس بات کا انکشاف ہوا، افغان کمپنیوں کے مالکان پرانے جنگجو کمانڈر ہیں جو امریکہ سے رقم بٹورنے میں بڑے ماہر جانے جاتے ہیں، دوسری جانب اہم حکومتی عہدوں پر بھی یہی عناصر براجمان ہیں اور سیاسی لحاظ سے اپنی کمپنیوں کا تحفظ بھی کرتے ہیں۔

تحقیقات کرنے والے افغان اداروں کے پاس کافی شواہد موجود ہیں کہ امریکی سینیٹروں اور پرانے افغان کمانڈروں کے درمیان خفیہ گٹھ جوڑ کے ذریعے اربوں امریکی ڈالر ان کی جیبوں میں گئے، یہی کمانڈر حکومت میں اہم عہدوں پر بھی براجمان ہیں اور سیاسی میدان میں اپنی کمپنیوں کا دفاع بھی کرتے ہیں، یہ بھی اطلاعات ہیں کہ امریکی حکام نے کئی بار حامد کرزئی کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ ان کمانڈروں کو اہم حکومتی عہدوں پر فائز کریں۔

افغان مبصرین کا خیال ہے کہ امریکی آشیرباد سے اہم حکومتی عہدوں پر فائز جنگجو کمانڈر اور لٹیرے اہم سرکاری معاملات میں ۸۰، فیصد بااختیار ہیں، اقتصادی لحاظ سے کمزور حکومت کو درپیش مشکلات کے حوالے سے بدعنوانی کی روک تھام میں یہی عناصر رکاوٹ ہیں۔

اگرچہ پینٹا گون کی یہ رپورٹ اہم راز سے پردہ اٹھاتی ہے، لیکن ان حالات میں جب انتقال اقتدار کا مرحلہ شروع ہوا ہے، ایسی رپورٹ کا افشاء ہونا کئی سوالات اٹھا رہے ہیں۔ کیا امریکی حکومت اور عسکری ادارے افغان سیاسی امور کے حوالے سے متضاد موقف رکھتے ہیں؟ یا مسند اقتدار سے سبکدوش ہونے والے حامد کرزئی کا سیاسی کردار کم کرنے کے لئے ایک کوشش ہے؟

عبد الرحمٰن

گوانتاناموکے قیدی

حقیقت یہ ہے کہ گوانتاناموبے ٹارچر سیل کسی بھی قانونی بنیاد سے محروم من مانے طور طریقوں سے قائم ایک ایسا جیل ہے، جہاں انسانیت اور اس جیسی تمام اعلیٰ اقدار شرمندہ، رُسوا اور بے حقیقت ہو جاتی ہیں۔ جہاں حیوانیت اور اس جیسی تمام گھٹیا خباثتیں خوں آشام صلیب کے پجاریوں کے گندے لہو سے جنم لے کر پرورش پاتی اور پھلتی پھولتی ہیں !!!

عالمی سیاسی و دیگر گمبھیر معاملات پر قلمی کاوشیں پیش کرنے والے ایک رپورٹر کا کہنا ہے: افغان امریکا جنگ کے بعد امریکی مطالبات پر بے گناہ مسلمانوں کو پکڑ کر 'گوانتاناموٹارچر سیل' بھرنے اور ڈالر وصول کرنے کے گھٹیا عمل میں شریک کاروں میں سب سے زیادہ چونکا دینے والا نام "اسلامی جمہوریہ ایران" کا ہے۔ 'آج امت مسلمہ کے سب سے بڑے قاتل تین ہیں: امریکا اور اس کے حواری، یہودیوں کی نظریاتی اولاد شیعہ و روافض اور جمہوریت.....' "جوتا کلب" کے رکن اول جناب بش کے اخلاقی، مذہبی، دستوری، آئینی، جمہوری، عالمی اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے متعلق منظور شدہ قوانین کے خلاف پکڑ دھکڑ کے اس ناجائز مطالبے پر انسانیت کی کُھلی توہین کرنے میں یورپ سے 25 ممالک، ایشیا سے 14 ممالک اور افریقہ سے 13 ممالک کے علاوہ کینیڈا...اور اسٹریلیا نے بھی اس مذموم مہم میں شیطانِ اعظم کا ساتھ دیا تھا۔ البتہ ہندوستان ان میں شامل نہیں ہے، لیکن سب سے زیادہ چونکا دینے والا نام "اسلامی جمہوریہ ایران" کا ہے۔ اس کے علاوہ افغانستان، پاکستان، مصر، لیبیا، اور شام جیسے مسلمانوں کے ہمدرد ممالک کے علاوہ سویڈن، فن لینڈ، اٹلی، جرمنی، برطانیہ، ڈنمارک اور آئس لینڈ آزادی، جمہوریت اور انسانی حقوق کو تحفظ دینے کے دعوے دار ڈالروں کا منحوس قرض' چکانے میں پوری دل جمعی کے ساتھ شریکِ جرم تھے۔ لیکن یہاں دماغ کے نہاں خانوں میں یہ سوال پیدا ہو کر نمودار ہوتا ہے: آخر اس جان لیوا تشدد، اس ظلم و سربریت اور اس خوں چکاں وحشت و درندگی کے باعث اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کیا جانے والا جہادِ مقدس ختم ہو گیا ہے؟ کیا اس کی آواز کو اندھیری زمین کی تہوں میں دبایا جا سکا ہے؟ کیا اس کی ولولہ انگیز تکبیروں کی بازگشت سے ارضِ ہستی کی فضا نامانوس ہو گئی ہے؟ اس الجھن کی سلجھن سے واقف ہونے کے لیے ہمیں کہیں اَور دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم صرف افغانستان کے ان مجاہد باشندوں کی رہائی کا تذکرہ ہی کافی خیال کرتے ہیں، جو کیوبا کے اس عقوبت خانے سے بہ سلامتی جاں واپس آگئے ہیں... جہاں سے زندہ لوٹ آنا، نئی زندگی پانے کے مترادف ہے۔ جب کچھ عرصہ قبل دو بے گناہ افغان شہری 'موت کے اس شہر' سے واپس آئے، تو اُن کے تاثرات کیا تھے؟ آیئے ایک نظر ان کے الفاظ پر ڈالتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ رہائی یافتہ افغان باشندے 'شہزادہ خان' اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں: "ہم پر طالبان سے روابط کا شبہ تھا، لیکن ہمیں بنا کوئی الزام عاید کیے رہا کر دیا گیا ہے۔ میری غیر حاضری میں میرا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا تھا۔ اگر کوئی بچہ اپنے باپ کو اتنا لمبا عرصہ نہ دیکھے، تو کیا وہ اسے اپنا باپ کہہ سکے گا؟ نہیں! کبھی نہیں...... اسے اس چیز کا احساس ہی نہیں ہو گا۔ میرا بچہ مجھے مرا ہوا سمجھے گا۔ اسی لیے میں قیدی کو مُردہ سمجھتا ہوں۔ جب کہ زندہ وہ ہے، جو آزاد بھی ہو! گوانتاناموبے میں مزید پندرہ سے بیس افغان اب بھی قید ہیں۔ انہوں نے بارہ برس سے اپنے گھر والوں کو نہیں دیکھا ہے۔" "ایک اَور چار برس بعد آزاد کیے جانے والے شہری 'حاجی غالب' نے اپنے تاثرات یوں بیان کیے: "آزاد زندگی اور اس کی مسرت... ایک اہم ترین چیز ہے۔ ساری دنیا کو پتا ہے کہ گوانتاناموجیسا قید خانہ کہیں اَور نہیں ہے۔ وہاں سے واپس آنا، گویا ایک اَور دنیا سے واپس آنا ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہونا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ ہم وہاں سے مر کر ہی نکلیں گے۔ رہائی ... گویا دوبارہ زندگی پانا ہے۔"

ان تاثرات پر ایک نظر کرنے کے بعد ہمارے لیے یہ سمجھنا، اس کی گہرائی

میں اترنا اور ان پاکیزہ جذبات کی مؤمنانہ حرارت سے آگاہ ہونا بہت آسان ہوگیا ہے، جن کا اظہار امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے ولولہ خیز بیان میں کیا ہے۔ ان کا فرمانا تھا: "گوانتاناموٹارچر سیل سے امارت اسلامیہ کے پانچ اہم مجاہد رہنماؤں: ملا محمد فاضل مظلومؔ، ملا نوراللہ نوریؔ، ملا خیر اللہ خیر خواہؔ، ملا عبدالحق وثیقؔ اور مولوی محمد نبی عمریؔ کی رہائی سے متعلق... افغان مسلم عوام، سرفروش مجاہدین اور قیدیوں کے اقربا اور خاندان کو اس عظیم فتح کی مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد کہتا ہوں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ! اللہ تعالی کی نصرت، مجاہدین کی بے دریغ قربانیوں کی برکت اور امارت اسلامیہ کے سیاسی دفتر کی مدبرانہ جدوجہد کے نتیجے میں امارت کے پانچ راہ نما گوانتانامو جیل سے بہ حالت سلامتی رہا ہوئے ہیں۔ تمام مجاہدین اس عظیم کامیابی اور واضح فتح ملنے پر ربِ منان کی بارگاہ میں سربہ سجود ہوں کہ جس نے اپنا اثر ہمارے مجاہد عوام کی قربانیوں پر مرتب کیا اور ہمارے مجاہدین کو دشمن کے چنگل سے نجات دلائی ہے۔"

بدنامِ زمانہ گوانتاناموٹارچر سیل کیوبا کے مشرقی ساحل پر واقع امریکا کے زیر انتظام علاقے میں موجود ہے۔ یہاں پر 2001ء میں امریکا کی طرف سے افغانستان پر کیے جانے والے حملے کے بعد بہت سے مسلمانوں کو قید رکھا گیا ہے۔ کیوبا کی سرزمین میں صوبہ گوانتانامو کی خلیج گوانتانامو میں موجود امریکی بحری اڈے پر واقع یہ قید خانہ، دہشت گردی کے خلاف جنگ کے آغاز میں قائم کیا گیا تھا، جہاں دنیا بھر سے مسلمانوں کو لاکر قید کیا گیا تھا۔ یہاں مقید کئی عرب نژاد افراد کو 2001ء کے افغانستان پر امریکی حملے کے دوران شمالی اتحاد کے شیعوں نے اغوا کرکے اپنے سب سے بڑے دشمن ... بہ الفاظِ دیگر 'شیطانِ اکبر' امریکا کے حوالے کیا تھا۔ ان کو پہلے افغانستان میں تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور پھر گوانتانامو میں قید کر دیا گیا۔ امریکی سرکار نے 2013ء میں بتایا کہ یہاں قید افراد میں سے 46 کو، کوئی بھی الزام ثابت کرنے کے تکلف سے بری ہو کر ہمیشہ کے لیے قید میں رکھا جائے گا۔ وہاں کون سے اور کس طرح کے ظلم کیے جاتے ہیں؟ وہاں انسانیت کو کن مذموم طریقوں سے شرمندہ کیا جاتا ہے؟... اس کی وضاحت کے لیے وہاں ظلم سربریت کے پہاڑ توڑنے کے لیے تعینات کیے جانے والے اہل کاروں کے بیانات ہی کافی ہوں گے۔ برطانوی اخبار 'گارجین' نے ایک فوجی کے بیان کے حوالے سے رپورٹ شائع کی تھی۔ جس میں اس جیل میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں انسانی حقوق کی سنگین پامالی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

> گوانتانامو بے اور ابو غریب کے عقوبت خانوں میں مسلمان قیدیوں سے جو بہیمانہ سلوک کیا گیا ہے، وہ غیر متوقع ہرگز نہیں ہے۔ امریکا... جس کی تاریخ خوں چکاں واقعات سے بھری ہوئی ہے اور جس نے کبھی انسانیت کی دہلیز پر قدم ہی نہیں رکھا۔ اس سے کسی انسانی سلوک کی توقع رکھنا، امریکا کی تاریخ سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ممکن ہے۔ البتہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عقوبت خانوں میں روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کی بعض خبروں کا منظر عام پر آنا... امریکہ کی مرضی کے بغیر ہونا ممکن ہے۔ لیکن باوجود اس کے گوانتانامو بے کے عقوبت خانوں کی تصویریں ہوں یا قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات..... ان کا ابلاغ عامہ میں ایک موضوع بن جانا، امریکہ کی پالیسی کا ایک حصہ ... معلوم ہوتا ہے۔

برطانوی فوجی نے اخبار کو بتایا کہ اس نے ایک قیدی کو دیکھا، جس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹا گیا اور پھر اس کو سر میں مارتے ہوئے لے جاکر ایک ٹرک میں بے دردی سے پھینک دیا گیا۔ اس ٹارچر سیل میں قیدیوں سے تفتیش کے دوران ظالمانہ طریقے آزمائے جاتے ہیں۔ انہیں بجلی کے جھٹکے دیے جاتے ہیں۔ ان کے سر کو کپڑے سے ڈھانپ دیا جاتا اور اس حالت میں انہیں کئی کئی گھنٹے تک تنگ کوٹھڑیوں میں رکھا جاتا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ قیدیوں پر تشدد کے اس قدر ظالمانہ حربے آزمائے جاتے ہیں کہ اس پر پینٹاگون کو رپورٹ کرنے والا ایک خصوصی تفتیش کار بھی چیخ اٹھا تھا اور امریکا کے انسانی حقوق کے ایک ادارے نے بھی ان مظالم کی شدید مذمت کی تھی۔ وہاں ہر مرکز میں 8 افراد پر مشتمل ٹیم ہوتی ہے، جس میں ایک انٹیلی جنس افسر اور باقی تفتیش کار ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی معلومات حاصل کرنے کے لیے قیدیوں کو تشدد کا نشانہ بناتی ہے۔ انہیں کرنٹ لگایا جاتا اور الٹا لٹکا دیا جاتا ہے۔ تفتیش کار قیدیوں کے ناخن اکھاڑتے اور ان کے نازک مقامات پر ضربیں لگاتے ہیں۔ قیدیوں کو باہم جفتی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور بعد ازاں ان کے نازک اعضاء کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ ایک فوجی

کے یہ قول: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کس طرح ایک 14 سالہ قیدی کو کھمبے کے ساتھ باندھ کر اس کے پیر اس کے سر سے اوپر باندھے گئے تھے۔ اس کا سارا جسم دورانِ خون کی وجہ سے خراب اور میلا ہو گیا تھا۔ وہ تکلیف کے باوجود اللہ اکبر کا ورد کر رہا تھا۔ دورانِ حراست قیدیوں کو دیواروں کے ساتھ ٹکرایا جاتا ہے۔ ان کو تکلیف دینے والے مختلف جسمانی کاموں میں لگایا جاتا ہے۔ انہیں برہنہ کر کے تھپڑ مارے جاتے ہیں۔ سی آئی اے کے سابق سربراہ مائیکل ہیڈن نے ماضی میں اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکی تفتیش کاروں نے تین افراد کو واٹر بورڈنگ کا نشانہ بنایا تھا۔ جس میں قیدی پر ایک مخصوص طریقے سے پانی پھینکا جاتا ہے، تو اس کو یوں احساس ہوتا ہے، جیسے وہ ڈوب رہا ہے۔ انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے کارکن واٹر بورڈنگ کو تشدد ہی کی ایک قسم کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ بہت سے امریکی اراکین کانگریس اور سینیٹ نے ماضی میں بڑی شدت سے تفتیش کے لیے استعمال ہونے والے بعض اخلاق سوز طریقوں کی حمایت کی تھی، جن کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ ایک ظالم دشمن سے مقابلے کے لیے یہ سب ضروری ہے۔ سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے عراق جنگ میں اپنے ملک اور حکومت کے کردار کا دفاع کیا تھا۔ انہوں نے بی بی سی کے پروگرام 'نیوز نائٹ' میں گفتگو کرتے ہوئے کہا: " ذرا تصور کریں! اگر ہم نے صدام حسین کو اقتدار سے نہ ہٹایا ہوتا، تو جس طرح یہ عرب انقلابات رونما ہو رہے ہیں، تو صدام حسین کیا کر رہے ہوتے؟ وہ شامی صدر بشار الاسد سے 20 گنا زیادہ برے ثابت ہوتے۔ وہ عراق میں لوگوں کی بغاوت کو جبر و تشدد کے ذریعہ دبا رہے ہوتے۔ ذرا سوچیں! اگر اس 'رجیم' کو بر سر اقتدار ہی رہنے دیا جاتا، تو اس کے کیا مضمرات ہو سکتے تھے؟" ان کے ہم نوا سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش بھی اسی طرح مفروضوں پر مبنی بھاشن دیتے رہے ہیں۔ انہوں اور ٹونی بلیئر نے دنیا کو عراق کے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا ڈراوا دے کر عراق پر جنگ مسلط کی تھی، لیکن صدام حسین کی حکومت، جنگ کے خاتمے اور کئی برس بعد غیر ملکی فوجوں کے انخلا کے بعد بھی عراق سے یہ ہتھیار نہیں ملے ہیں۔ جنگ کے دوران امریکا اور برطانیہ کے جنگی طیاروں کی وحشیانہ بمباری سے عراق و افغانستان کے ہنستے کھیلتے شہر تباہ و برباد ہو کر گئے ہیں۔ برطانیہ میں قائم ایک غیر سرکاری تنظیم 'عراق باڈی کاؤنٹ' کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق اس جنگ میں ایک لاکھ 62 ہزار عراقی شہریوں کی جانیں ضائع کی گئی ہیں۔ جب کہ ان میں 80 فی صد عام شہری تھے۔ یہ ہلاکتیں دسمبر 2011ء میں عراق سے امریکی فوج کے مکمل انخلا تک ہوئی تھیں، لیکن اس جنگ کے دوران امریکی فوج نے جو ممنوعہ ہتھیار استعمال کیے تھے، اس کے نتیجے میں عراقیوں کی ہلاکتوں اور ان کے ہاں معذور بچوں کی پیدائش کا سلسلہ کئی دہائیوں تک جاری رہے گا۔

گوانتاناموبے اور ابو غریب کے عقوبت خانوں میں مسلمان قیدیوں سے جو بہیمانہ سلوک کیا گیا ہے، وہ غیر متوقع ہرگز نہیں ہے۔ امریکا... جس کی تاریخ خوں چکاں واقعات سے بھری ہوئی ہے اور جس نے کبھی انسانیت کی دہلیز پر قدم ہی نہیں رکھا۔ اس سے کسی انسانی سلوک کی توقع رکھنا، امریکا کی تاریخ سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی ممکن ہے۔ البتہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عقوبت خانوں میں روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک کی بعض خبروں کا منظر عام پر آنا... امریکہ کی مرضی کے بغیر ہونا ممکن ہے۔ لیکن باوجود اس کے گوانتاناموبے کے عقوبت خانوں کی تصویریں ہوں یا قرآن مجید کی بے حرمتی کے واقعات..... ان کا ابلاغ عامہ میں ایک موضوع بن جانا، امریکہ کی پالیسی کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح صدام حسین کی اہانت آمیز تصویر کا شائع ہونا، جس میں اسے اندرونی لباس پہنے بے بسی کی حالت میں دکھلایا گیا ہے۔ اس سے بھی امریکا کی ایک خاص غرض کو پورا کرنا ہی مقصود ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ گوانتاناموبے ٹارچر سیل کسی بھی قانونی بنیاد سے محروم من مانے طور طریقوں سے قائم ایک ایسا جیل ہے، جہاں انسانیت اور اس جیسی تمام اعلیٰ اقدار شرمندہ اور حیوانیت اور اس جیسی تمام گھٹیا خباثتیں پرورش پاتی ہیں!!!

تحریر: شاہد

خیبر آپریشن اور اس کا تاریخی پس منظر

امارت اسلامیہ افغانستان نے حسب سابق امسال بھی قابض افواج اور ان کے حواریوں کے خلاف موسم بہار کی آمد پر سال 2014ء کو "خیبر آپریشن" کے نام سے موسوم کرکے جو تاریخی اقدام اٹھایا ہے وہ نہ صرف قابل صدستائش ہے بلکہ اس کے دیرپا اثرات مرتب ہوں گے، اور امید ہے کہ یہ آپریشن صدر اسلام کے [غزوہ خیبر] کی طرح یہودی الاصل امریکیوں اور ان کے حواریوں کی شکست اور رسوائی پر منتج ہوگا۔

بلاشبہ خیبر کا نام ماضی کے ایک شاہکار تاریخی پس منظر اور داستان پر مبنی ہے، اور اس کا شمار اسلام کے ان غزوات میں ہوتا ہے جو اسلام کی سربلندی اور عظمت کا باعث بنیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ سات ہجری میں یہودیوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے علاقہ خیبر پہنچے اور خیبر کے دن اعلان کیا کہ ((لاعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله، قال: فتطاولنا لها، فقال: أدعوا لى عليا فاتى به أرمد فبصق فى عينه، ودفع الراية إليه، ففتح الله عليه)) کل میں ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ذریعے اللہ فتح عطا کرے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کی یہی آرزو تھی کہ کل پیغمبر اسلام، اسلامی فوج کا پرچم اس کے حوالے کردیں لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالی کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ تعالی عنہ) کو بلائیں۔ ان کو بلایا گیا جبکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور آپ کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہوگئیں اور آپ نے فوج کا علم ان کے حوالے کیا اور خدا نے ان کے سر پر قلعہ قموص کی فتح کا سہرا باندھا۔ خیبر کی فتح کا اعلان ہوا اور انہوں نے فاتح خیبر بن کر یہودیوں کی جڑیں کاٹ ڈالیں، جب خیبر کے یہودیوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی تو انھوں نے اس بات کو دلیل بنا کر کہ وہ لوگ کھیتی باڑی کے ماہر ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خواہش کی کہ وہ لوگ اپنے اس علاقہ میں اسی طرح باقی رہیں اور کھیتی باڑی کرتے رہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس درخواست کو قبول فرمالیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ ہر سال اپنی کھیتی باڑی اور غلہ کی آمدنی کا آدھا حصہ اسلامی حکومت کو ادا کریں گے۔

اس سے قبل یہود [بنو نضیر] کے لوگ جو شام اور خیبر منتقل ہوگئے تھے اور بہت مغرور تھے، اس بات پر مجبور ہوئے کہ جنگ سے باز آجائیں، مضبوط قلعے گرادیں اور غنائم کا مال مسلمانوں کے حوالہ کریں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

((هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (٢) الحشر)

گزشتہ 13 برس کے دوران امارت اسلامیہ نے [عبرت، نصرت، الفتح، البدر، الفاروق اور خالد] کے مختلف ناموں سے ہر نئے سال موسم بہار کی آمد پر جہادی کارروائیوں اور آپریشنوں کو موسوم کیا تھا اور اہم کامیابیاں حاصل کی تھیں، لیکن اس بار موسم بہار کی آمد پر اپنی کارروائیوں کو "خیبر" کا مقدس نام دیا گیا تاکہ مجاہدین اس بار پھر اسلام

دشمنوں سے ماضی کی طرح انتقام لیکر اسلام کی عظمت اور سربلندی کی خوشخبری مسلمانوں کو سنادیں،

{قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ} [۹/۱۴]،)

امارت اسلامیہ کے مجاہدین اسلام کی سربلندی ونفاذاور ملک کی آزادی وخود مختاری کے لئے استعماری وطاغوتی قوتوں سے برسرپیکار ہیں، لیکن قابض افواج جو دراصل یہودیوں کے مالی مفادات کے تحفظ اور منصوبوں کو یقینی بنانے کے لئے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر ہمارے ملک پر قابض ہیں اوراسلامی نظام کو ختم کر کے وطن عزیز کو عرصہ دراز تک یرغمال بنانے کی غرض سے آئی ہیں، ان کے مقاصد بھی وہی ہیں جو خیبر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کے تھے، جو عزائم ان کے تھے وہی آج کی طاغوتی قوتوں کے ہیں، دنیامیں جہادی تحریکات کی لہرکاانتقام وہ افغانستان سے لیناچاہتے ہیں لیکن خوش قسمتی سے خیبر آپریشن کے نام سے مجاہدین کی کارروائیاں ان کی تمام سازشیں ناکام بناکرطاغوتی قوتوں کے تابوت میں آخری کیل ٹونک دیں گے۔

خیبر آپریشن کے اثرات اس لئے بھی موثر ثابت ہوں گے کہ رواں سال کے آخرتک قابض افواج کے انخلاء کاسلسلہ بھی تیزی سے جاری ہے، حال ہی میں نام نہاد ڈرامائی صدارتی انتخابات کے دن مجاہدین کے 1088 حملوں کی وجہ سے ان کی تمام چالیں ناکام ثابت ہوئیں اورانتخابات ناکام ہوگئے، اب ایک بار پھر حریت پسند قوم کوورغلانے کے لئے انتخابات کاڈرامہ رچانے اور مذموم اہداف حاصل کرنے کے لئے نام نہاد حکومت کو قائم ومسلط کرنے کی سازشیں عروج پرہیں، وہ جہاد کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے لئے پھر متحرک ہورہے ہیں، وہ یہ کہیں گے کہ قابض افواج نکل گئیں اب کس کے ساتھ جہاد کریں گے؟ حکومتی مسند پر افغان نما لوگ براجمان ہیں لیکن امارت اسلامیہ کا خیبر آپریشن بہت جلد ان سازشوں کی روک تھام کر کے عظیم کامیابی پر منتج ہوگا۔ ان شاءاللہ

امارت اسلامیہ کی جانب سے جاری کردہ اعلامیہ کے مطابق: ایک بار واضح کرناچاہتے ہیں کہ ملک پر استعماری قوتوں کاقبضہ ہے اور ہمارادین ہمیں مسلح جہاد کاحکم دیتاہے، جہاد فرض عین قرار دیتاہے، بہرکیف قابض افواج اوران کے حواری اگر یہ سمجھتے ہیں کہ قابض افواج کی تعداد کم کرنے سے ہماراعزم کمزوراور جہادی جذبہ ٹھنڈاہوگاتویہ ان کی خوش فہمی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسلامی احکام کی رو سے دارالاسلام میں جس طرح ہزاروں قابض افواج کے لئے اجازت نہیں ہے اسی طرح محدود تعداد میں بھی ان کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ ملک پر قبضہ برقرار رکھیں، ان کے خلاف بھی جہاد کے وہی احکام برقرار ہیں اور مسلمانوں پر ان کے خلاف مسلح جہاد فرض ہے۔

افغان عوام خیبر کے تاریخی نام سے مجاہدین کی کارروائیوں کی کامیابی اور دشمن پر فتح حاصل کرنے لئے دعاگوں ہیں، ان کی تمناہے کہ ماضی کی یاد تازہ کرتے ہوئے امسال قابض افواج کی جڑیں کاٹنے اور عظیم فتح حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے کارناموں کودہرائیں گے اوردشمنان اسلام کوذلت آمیز شکست دیکر اسلام کاعلم بلند کردیں گے۔

واقعی ان مقدس ناموں کے ساتھ اپنی کارروائیوں کو موسوم کرنے کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے، وہ ان ناموں سے اپنے اسلاف کے تاریخی کارناموں کی عظمت کی یاد تازہ کریں گے اور مسلم امت کو اس طرف متوجہ کریں گے۔ امارت اسلامیہ کے رہنماایک جانب ان ناموں کے ذریعے اپنے اسلاف کے عظیم غزوات کی یاد تازہ کریں گے اور قوم کواسلام کی گزشتہ عظمت سے اگاہ کریں گے تودوسری جانب مورچوں میں بیٹھے ہوئے مجاہدین کی نفسیاتی برتری کے لئے انہیں اگاہ کریں گے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے میں ہی کامیابی کاراز مضمر ہے اور عنقریب آپ بھی دشمن پر برتری حاصل کر کے عظیم فتح اور کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، انشاء اللہ تعالی۔

OOO

سید سعید

جنگی جرائم

{ مئی 2014}

یکم مئی 2014ء کو صوبہ پکتیکا ضلع نکی کے تورخیل گاوں میں افغان فورسز کی کارروائی میں چھ معصوم بچے زخمی ہوئے۔

2 مئی کو صوبہ غزنی ضلع گیلان کے مختلف علاقوں [پردل، بالایر، چمبران] میں افغان فورسز نے طالبان کے ساتھ جھڑپ کے بعد شہریوں پر اندھادھند فائرنگ کی جس کے نتیجے میں اکیس افراد زخمی اور دو شہید ہوئے۔

2 مئی کو حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے صوبہ جوزجان ضلع قرقین کے خانتپہ کے مقام پر محلے کے پیش امام [مولوی رحمن] کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

2 مئی کو صوبہ غزنی ضلع مقر کے علاقے مانگو میں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے ایک نہتے شہری [شیر احمد] کو شہید کیا، مکینوں کے مطابق مقتول کو قتل کرنے سے چند دن قبل حکومتی ملیشیا کے اہلکاروں نے اغواء کیا اوران سے دس لاکھ رقم کا مطالبہ کیا نہ دینے پر انہیں قتل کر کے ان کی لاش پھینک دی گئی۔

4 مئی کو صوبہ فراہ ضلع بالابلوک کے گنج آباد کے مقام پر افغان اہلکاروں نے ایک بچہ زخمی کیا۔

5 مئی کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے علاقے چہاردی میں افغان اہلکاروں نے طالبان سے جھڑپ کے بعد 25 شہریوں کو اپنے گھروں سے نکال کر ان پر تشدد کیا گیا۔

6 مئی کو صوبہ غور ضلع تیورہ کے علاقے پاحصار میں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے ایک شہری کو طالبان سے ساتھ تعلق رکھنے کے شبہ پر شہید کیا۔

11 مئی کو قندہار شہر کے حلقہ دس میں پولیس نے ایک شخص کو پھانسی دیکر شہید کیا جن کے لواحقین نے لاش پولیس لائن کے سامنے رکھ کر احتجاج کیا اور قاتلین کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

11 مئی کو صوبہ قندوز ضلع دشت ارچی کے گاوں شہید عزیز اللہ میں افغان اہلکاروں نے اندھادھند فائرنگ کر کے ایک خاتون کو شہید اور دو بچوں سمیت تین افراد کو زخمی کیا۔

12 مئی کو صوبہ فراہ ضلع فراہ رود کے علاقے تخت منذر میں قابض افواج کے ڈرون حملہ میں چار نہتے شہری شہید ہوگئے۔

13 مئی کو صوبہ غزنی ضلع شلگر کے علاقے نانی میں مشہور دینی درسگاہ جامعہ نورالمدارس کے طلبہ پر پولیس نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک طالب علم زخمی ہوا۔

13 مئی کو صوبہ فاریاب کے ضلع قیصار میں افغان اہلکاروں نے نشے کی حالت میں ایک مسافروین پر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک معصوم بچہ شہید اور دو افراد زخمی ہوئے۔

14 مئی کو صوبہ کنڑ ضلع ناڑی کے علاقے سادمیں قابض افواج کے فضائی حملے میں بارہ افراد شہید ہوئے۔

14 مئی کو صوبہ ننگرہار ضلع خوگیانو کے علاقے گکڑ اور ٹمینگہ میں قابض افواج نے چھاپہ مارا جس کے نتیجے میں ایک شخص شہید، تین افراد زخمی ہوئے جبکہ ایک کو حراست میں لیا۔

14 مئی کو صوبہ لغمان ضلع علینگار کے علاقے لوکاٹ میں افغان اہلکاروں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک شخص شہید اور ایک زخمی ہوا۔

15 مئی کو صوبہ بدخشان ضلع وردج کے علاقے استرب میں افغان اہلکاروں نے فائرنگ کی جس کے نتیجے میں ایک شخص شہید ہوا

16 مئی کو حکومتی حامی ملیشیا اہلکاروں نے صوبہ غزنی ضلع شلگر کے علاقے کنصف میں ایک شخص [غلام سخی] کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کیا۔

18 مئی کو صوبہ ننگرہار ضلع چپرہار کے علاقے گمبیل میں افغان اہلکاروں نے فائرنگ کر کے ایک معصوم بچہ کو شہید اور دو بچوں کو زخمی کیا۔

18 مئی کو قندوز ضلع دشت ارچی کے حاجی نعیم گاوں میں پولیس نے فائرنگ کر کے ایک خاتون کو شہید اور ایک شخص کو زخمی کیا۔

18 مئی کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے علاقے شبار سیدان میں اربکی ملیشیا اہلکاروں نے ایک شخص سید عالم کو شہید کیا۔

19 مئی کو صوبہ زابل ضلع نوبہار کے علاقے جلالزو میں افغان اور قابض افواج کی مشترکہ کارروائی میں متعدد افراد کو تشدد کا نشانہ بنایا۔

20 مئی کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے علاقے چرخیانو مانده میں افغان اہلکاروں نے فائرنگ کر کے تین افراد کو شہید کیا۔

21 مئی کو نورستان ضلع کامدیش کے علاقے پتینگل میں قابض افواج نے بمباری کر کے پانچ طالب علموں کو شہید کیا۔

22 مئی کو صوبہ پکتیا ضلع زرمت کے علاقے نوی کوہی میں پولیس نے ایک بچہ شہید کیا۔

22 مئی کو قابض افواج نے صوبہ غزنی کے شلگر ضلع میں ابراہیم زوئی اور معاذ گاوں پر چھاپے کے دوران پانچ افراد کو حراست میں لیا۔

23 مئی کو صوبہ زابل ضلع شاجوئی کے مضافات میں قابض افواج نے چار خانہ بدوش افراد کو حراست میں لیا۔

24 مئی کو افغان اہلکاروں نے صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے علاقے پانکیلی میں تین خاندانوں کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔

26 مئی کو صوبہ پکتیا ضلع زرمت کے علاقے سرکی میں پولیس نے چھاپے کے دوران دو افراد کو شہید کیا۔

28 مئی کو قابض افواج نے چھاپے کے دوران صوبہ غزنی ضلع گیلان کے علاقے پردل میں نو افراد کو حراست میں لیا۔

28 مئی کو صوبہ کاپیسا ضلع الہ سای کے بازار میں پولیس کی فائرنگ سے ایک بچہ شہید ہوا۔

29 مئی کو صوبہ روزگان ضلع خاص روزگان کے علاقے شلطان ناوہ میں حکومتی حامی ملیشیا کے اہلکاروں نے اپنے کمانڈر نصرو کے قتل کی پاداش میں چار افراد کو حراست میں لیا اور ایک شخص کو تشدد کا نشانہ بنا کر شہید کیا۔

29 مئی کو قابض افواج نے صوبہ ننگرہار ضلع بٹی کوٹ کے علاقے چہاردی میں چھاپے کے دوران ایک شخص کو شہید اور کئی خاندانوں کو مالی نقصان پہنچایا۔

30 مئی کو صوبہ غزنی ضلع خوگیانو کے علاقے قلب سیل میں امریکیوں نے فائرنگ کر کے دو خواتین کو شہید کیا

30 مئی کو صوبہ فراہ ضلع بالا بلوک کے علاقے دہزہ میں افغان اہلکاروں نے بارہ سالہ بچہ شہید کیا

31 مئی کو قندوز ضلع دشت ارچی کے علاقے نور محمد خان پول اور ارباب سید رحیم میں افغان اہلکاروں کی فائرنگ سے تین بچے شہید ہوئے۔

31 مئی میدان وردگ ضلع سید آباد کے علاقے ہفت اسیا ازاد خیل میں افغان اہلکاروں کی فوجی گاڑی تباہ ہونے کے بعد مقامی شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور دو افراد کو شہید کیا اور ایک گھر سے قران پاک کو نکال کر فائرنگ سے سوارخ کرتے ہوئے شہید کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اقتباسات:

[بی بی سی، ازادی ریڈیو۔ افغان اسلامک نیوز ایجنسی۔ پژواک۔ خبریال، لراوبر، نن ټکی اشیا۔ خبرپاڑہ اور بینوا ویب سائٹس]

***

ٹونی بلیئر کے بیانات، مغرب کا اصل چہرہ

حسن زوی

مغرب کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلان شدہ جنگ کے عملی میدان میں اگرچہ مغرب نے احتیاط کا فلسفہ یک سر نظر انداز کر دیا ہے اور آغاز سے اب تک ان کی ساری جنگ مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ کارروائیوں سے بھری پڑی ہے۔ مستقبل کا منصف مزاج مؤرخ ان کی تاریخ لکھنے اور انہیں عام انسانوں کی طرح نارمل انسان قرار دینے سے بھی شرمائے گا۔ عملی میدان میں اس ساری بے احتیاطی کے باوجود مغرب کے قائدین اپنے مکارانہ ذہن کی بنیاد پر اپنی باتوں میں بہت حد تک احتیاط برتتے ہیں۔ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی بہت سی باتوں سے محفوظ رکھا ہے جس سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو۔ اس احتیاط کے باوجود کبھی کبھی ان کی زبان سے ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جس سے ان کی اندرونی خباثت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور ان کا حقیقی چہرہ ساری دنیا کے سامنے واضح ہو جاتا ہے۔ برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کے حالیہ زہریلے بیانات اسی سلسلے کی تازہ مثالیں ہیں۔

23 اپریل کو لندن میں اس کے دفتر سے نشر ہونے والے ایک بیان میں اس نے کہا کہ تمام اسلامی ممالک میں اسلام پسندوں اور اعتدال پسندوں کے درمیان جاری اقتدار کی جنگ میں ہمیں (صلیبی اتحاد) نہ صرف یہ کہ اعتدال پسندوں کا تعاون کرنا چاہیے بلکہ اعتدال پسندوں کے شانہ بشانہ ان کے مخالفین (اسلام پسندوں) کے خلاف لڑنا چاہیے۔

یہ قاعدہ کلیہ بیان کرنے کے بعد بلیئر نے عملی کام کا ایک میدان بھی بتا دیا اور کہا: "ہمیں مصر کے موجودہ حالات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، مصر میں جو کچھ ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ اخوانیوں کی حکومت نہ صرف یہ کہ ایک بری حکومت تھی بلکہ اس حوالے سے خطرناک تھی کہ وہ مسلسل لوگوں کی زندگی کا رخ بدلنے اور مختلف اداروں پر تسلط قائم کرنے کے لیے کوشش کر رہی تھی۔ اس لیے اس حکومت کے خلاف 30 جون کی بغاوت کا واقعہ کوئی چھوٹا واقعہ نہ تھا۔ بلکہ مصری عوام کو نجات دلانے کے لیے یہ انتہائی ضروری اقدام تھا۔ اس لیے ہمیں السیسی حکومت سے ہر حوالے سے تعاون جاری رکھنا چاہیے"۔

بلیئر نے آگے مزید کہا کہ "ہمیں (صلیبی اتحاد) ہر جگہ مذہبی آزادی اور آزاد اصولی معیشت کی حمایت کرنی چاہیے۔ یہ در حقیقت ان لوگوں کی حمایت ہوگی جو ان اصولوں کے لیے تیار ہوں۔ جہاں بھی انقلاب آتا ہے ہمیں ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ اور جو لوگ مخالف ہوں ہمیں اس کی مخالفت کرنی چاہیے"۔

حقیقت یہ ہے کہ ٹونی بلیئر جو کچھ کہتے ہیں یہ پوری مغربی دنیا کے دل کی آواز ہے۔ اور اسلامی دنیا کے متعلق ان کی حقیقی پالیسی ہے۔ اسلام پسندوں کی مخالفت، ان سے اختیارات چھیننا اور اقتدار تک اپنے کٹھ پتلیوں کو رسائی دلانا ان کی خارجہ پالیسی کا اہم حصہ ہے۔

اسلامی دنیا پر مسلط ہونے والے ڈکٹیٹرز کے ذریعے جب ان کی اہداف پورے ہوتے ہیں تو وہ ڈیکٹیٹروں کی حمایت کرتے ہیں اگرچہ اپنے عوام پر ان ڈیکٹیٹروں کے مظالم اور وحشتیں تمام حدود سے تجاوز کر گئے ہوں۔ اور جب ڈیکٹیٹروں سے انہیں مایوسی ہو جاتی ہے اور انہیں اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ کمزور حکومتوں کی موجودگی میں اپنے اہداف کا حصول ان کے لیے زیادہ آسان ہو گا۔ تو پھر جمہوریت اور عوامی حکومت کے نام سے کمزور حکومتوں اور وفادار کٹھ پتلیوں کو لانے کے لیے انقلاب اور آزادی کے نام پر لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ اور ان کی پشت پر کھڑے ہو جاتے ہیں جب تک ڈیکٹیٹروں کی حکومت ختم نہیں ہوتی۔ لیکن اگر یہ جمہوری حکومت ان کی امیدوں کے مطابق کام کرے تو فوج کو بغاوت پر اکسایا جاتا ہے۔ پھر اگر فوج کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ افراد ہلاک ہوتے ہیں کوئی ان کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتا کیوں کہ اس کی پشت پر پورا مغرب کھڑا ہوتا ہے جس کی ایک زندہ مثال مصر ہے۔

قبر میں پاؤں لٹکائے بڈھا حسنی مبارک جس نے طویل عرصے تک مغرب خصوصاً امریکا کی خدمت کی اب آہستہ آہستہ اس کے حواس کام چھوڑ رہے

تھے۔ اب اس کی حیثیت مشین کے بے کار پرزے کی سی تھی مگر وہ حکومت چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔ مغرب نے اس کے خلاف اٹھنے والے عوام کی حمایت اس امید پر کی کہ مصر میں اس کے جانے کے بعد برائے نام حکومت ہوگی اور انتظامیہ بہت کمزور ہوگی۔ جو گذشتہ حکومت سے بھی زیادہ مغرب کی وفادار اور اسرائیل کی ہمدرد ہوگی۔ مگر جب مغرب کی امیدوں کے برخلاف اخوان المسلمین انتخابات میں کامیاب ہوگئی۔ اور محمد المرسی کی قیادت میں مصر کی تاریخ میں پہلی بار عوام کے منتخب نمائندوں کی حکومت سامنے آئی۔ تو پھر بھی انتخابات کے ذریعے کامیاب ہونے والی جمہوری حکومت مغرب کی آنکھوں کا کانٹا بن گئی۔ اور اس وقت تک سکھ کا سانس نہ لیا جب تک السیسی کے ہاتھوں یہ حکومت نہ گرائی گئی۔

اگر کسی مغربی ملک میں ایسی کسی منتخب حکومت کے خلاف فوج بغاوت کرتی تو مغرب میں ایک بھونچال آجاتا اور فوجی حکومت پر ہر طرح کی حکومتی پابندیاں لگادی جاتیں مگر جب یہاں سب کچھ ان کے منصوبے اور پروگرام کے مطابق ہوا تو نہ صرف جمہوری حکومت کے گرانے پر منہ بند رکھا بلکہ بعد میں جب منتخب حکومت پھر اقتدار کے حصول کے لیے باہر آنے لگی تو السیسی کے سیکیورٹی اہلکاروں نے ہزاروں کی تعداد میں عام لوگوں کو انتہائی بے رحمی سے شہید اور زخمی کردیا۔ اس وقت بھی مغربی دنیا گونگے شیطان کی طرح خاموش رہا۔ یہ کیوں؟

ہم نے اس وقت کہا تھا کہ یہ سب کچھ امریکا اور دیگر مغربیوں کے حکم پر ہوا تھا۔ اب بھی کہتے ہیں کہ نہ صرف مصر بلکہ خطے کے دیگر اسلامی ممالک میں جاری تمام ہنگامہ آرائیوں کے پس پردہ امریکا اور دیگر مغربیوں کا ہاتھ ہے۔ جس کا اعتراف صلیبی دنیا کے ایک انتہائی اہم اور سابق سربراہ نے کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پوری اسلامی دنیا میں خانہ جنگی اور بدامنی پھیلانے کے لیے مغرب نے دن رات ایک کردیے ہیں۔ اور اس میں کامیاب اس لیے ہیں کہ اسلامی ممالک میں سیکیورٹی ادارے ایک جانب اسلامی اقدار اور اسلامی تشخصات کے وفادار نہیں ہیں تو دوسری طرف اتنے مضبوط بھی نہیں ہیں کہ مغربی سازشوں کا مقابلہ کرسکیں۔

اس لیے اسلامی دنیا کے ان بڑے دشمنوں کی شر سے اپنی حفاظت اور انہیں شکست دینے کے لیے جہاد کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ میدان جہاد کے ذریعے جہاں اللہ تعالی نے ہمیں ان کی کھوپڑیاں اڑانے کا بہترین موقع عطا فرمایا ہے ایسا واحد میدان ہے جس کے مقابلے میں نہ صرف امریکا بلکہ ساری مغربی دنیا شکست کھاچکی ہے اور اس کا برملا اعتراف کررہی ہے۔ بس اب مسلمانوں پر ہے کہ مغرب کے مقابلے میں شکست کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور خود کو دائمی بدبختیوں میں ڈالتے ہیں یا مسلمانوں کے اس بڑے دشمن کو شکست دینے کی راہ اپناتے ہیں۔

سیکولرازم!

محمد فرہاد جانباز

سیکولرازم کیا ہے؟ کیا کوئی مذہب ہے؟ کیا کوئی سوچ ہے؟ یا کوئی فکر ہے؟ وحی الٰہی کے نورانی جھرنے سے نکلنے والی سحر خیز کرنوں اور متاثر کن زبانِ نبوت سے پھوٹنے والی خوش گوار کونپلوں کی مجموعی روشن تعلیمات کے آئینے میں، دو لفظوں میں سیکولرازم کی مکمل تعریف... "نظریۂ منافقت" کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اسلامی ممالک میں رائج موجودہ جمہوریت... جسے بعض نادان مسلمان "اسلامی جمہوریت" کے خطاب سے نوازتے نظر آتے ہیں... در حقیقت اسی "نظریۂ منافقت" کا دوسرا نام ہے جس کے مفاد پرست اندھے پجاری "دنیاوی اور اُخروی وسعتوں کے حامل اسلام" سے تو بے زار ہیں لیکن ... اپنے "کتا موت" مرنے والے مُردوں کو شہید کا خطاب دینے سے ذرا بھی نہیں شرماتے ہیں۔ (واضح رہے، اگر کوئی "اسلامی جمہوریت" کی حقیقت سے آگاہ ہونا چاہتا ہے، تو مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی تصنیف " آپ کے مسائل اور ان کا حل" کی آٹھویں جلد کے سیاست سے متعلق باب کا مطالعہ کرلے۔ مزید تحقیق کے لیے مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی تصنیف "اسلام اور سیاسی نظریات" کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔)

واضح رہے! مسلمانوں پر "خلافتِ راشدہ" کا قائم کرنا واجب ہے۔ احناف کی عقائد کی کتاب ''شرح العقائد النسفیۃ'' میں ''لَا بُدَّ'' کے الفاظ مذکور ہیں، جس کے معنی ہیں کہ "اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔"

افغانستان: اپریل 2014 میں

تحریر: احمد فارسی

نوٹ: اس تحریر میں صرف ان واقعات اور نقصانات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ نقصانات کے صحیح اعداد و شمار الامارہ اور دیگر خبری ویب سائٹس میں ملاحظہ کریں۔

اپریل کے مہینے میں ملک بھر میں کئی اہم واقعات پیش آئے۔ اس ماہ کے دوران مجاہدین نے دشمن کے محفوظ مراکز پر کئی سخت حملے کیے۔ دشمن کے اعتراف کے مطابق کم از کم 700 حملے صرف انتخابات کے روز ہوئے۔ گذشتہ کی طرح اس ماہ کے دوران بیرونی اور داخلی دشمن کو جان و مال کے سخت نقصانات اٹھانے پڑے۔ بعض واقعات کی تفصیل یہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

خارجی جارحیت پسندوں کے جانی نقصانات:

اپریل کے مہینے میں دشمن نے اپنے 9 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ جن میں 4 امریکی اور 5 اتحادی شامل ہیں۔ سال 2014 کے دوران ہلاک ہونے والے خارجی فوجیوں کی ہلاکتوں کی اعترافی تعداد 29 ہوگئی جو مجاہدین کے مختلف حملوں میں ہلاک ہوگئے۔ جن میں 18 امریکی فوجی شامل ہیں۔ گذشتہ ایک عشرے کے دوران دشمن کی جانب سے ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد 3438 تک پہنچ جاتی ہے۔ یاد رہے خارجی جارحیت پسندوں کے حقیقی نقصانات اس سے کئی گنا زیادہ ہیں جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح وہ بیرونی جارحیت پسند جو ہم وطنوں کے لباس میں ملک میں آئے ہیں وہ ان اعداد و شمار میں شامل نہیں۔

اس کے علاوہ دشمن کے زخمی ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد کسی حد تک خفیہ رکھی گئی ہے۔ ستمبر 2012 کے مہینے میں امریکیوں نے اپنے 17674 اہلکاروں کے زخمی ہونے کا اعلان کیا تھا۔ مگر زخمیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے بعد میں یہ سلسلہ روک دیا گیا۔ لیکن حقائق بتاتے ہیں کہ خارجی جارحیت پسندوں کے فوجی ہسپتال ان زخمیوں، معذوروں اور پاگل فوجیوں سے بھرے پڑے ہیں جنہیں افغانستان سے بھیجا جاتا ہے۔

جارحیت پسند دشمن کے مالی نقصانات:

ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جس میں کسی نہ کسی شکل میں خارجی جارحیت پسندوں نے جانی نقصانات کے ساتھ بڑے پیمانے پر مالی نقصانات نہ اٹھائے ہوں۔ ہمارے پاس زیادہ تحقیقی تفصیلات نہیں ہیں لیکن یہاں نمونے کے لیے گذشتہ ماہ کے دوران دشمن کے گرائے جانے والے ہیلی کاپٹروں کے واقعات کی جانب اشارہ کریں گے جس میں دشمن کو کروڑوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔

7 اپریل بروز منگل قندہار ضلع خاکریز کے مجاہدین نے خارجی فوجیوں نے ایک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنا کر گرا دیا یہ ہیلی کاپٹر انتخابات میں سیکیورٹی صورتحال پر مامور تھا جو مجاہدین کے کامیاب نشانے کا شکار ہوا اور اس میں سوار تمام افراد ہلاک ہوگئے۔

26 اپریل بروز ہفتہ قندہار ضلع تختہ پل میں برطانوی جارحیت پسندوں کا ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا۔ اور اس میں سوار 5 برطانوی فوجی موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔

اسی طرح اس روز امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کنڑ ضلع شیگل میں جارحیت پسندوں کا ایک جیٹ طیارہ نشانہ بنا کر گرا دیا۔ جس میں مذکورہ طیارے کا پائلٹ بھی ہلاک ہوگیا۔

آخری واقعہ 30 اپریل بروز بدھ کاپیسا ضلع نجراب میں پیش آیا جس میں مجاہدین نے ایک اور جنگی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ یہ ہیلی کاپٹر مجاہدین پر حملے کے لیے آیا تھا اور خود نشانہ بن کر تباہ ہوگیا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار پائلٹ بھی ہلاک ہوگیا۔

داخلی دشمن کی صفوں میں نقصانات:

داخلی دشمن کو مسلسل ناقابل تلافی جانی نقصانات کا سامنا ہے۔ ہمارے لیے ان کے جانی نقصانات کے مکمل اعداد و شمار جمع کرنا ناممکن ہے۔ کیوں کہ نیشنل آرمی کے درجنوں افراد روزانہ ملک کے کونے کونے میں مجاہدین کے حملوں میں ہلاک ہوجاتے ہیں۔ یہاں ہماری کوشش ہے کہ دشمن کے بلند رتبہ عہدیداروں کی ہلاکتوں کے واقعات نمونے کے لیے آپ کے سامنے پیش کریں

یکم اپریل بروز منگل ذرائع ابلاغ نے قندوز ضلع خان آباد کے اٹارنی جنرل اور کرائم آفیسر کی ہلاکت کی خبر دی۔

2 اپریل بروز بدھ سرپل کی صوبائی شوری (اسمبلی) کا امیدوار اپنے 8 ساتھیوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ ذرائع ابلاغ نے اس خبر کی رپورٹ میں کہا کہ اس صوبے کا اکثر حصہ مجاہدین کے قبضے میں ہے۔

4 اپریل بروز جمعہ خوست ضلع تنی کا کرائم ا فیسر ایک انتخابی مرکز پر اپنے ایک محافظ سمیت ہلاک ہوگیا۔

اسی طرح 14 اپریل کو ذرائع ابلاغ نے غزنی ضلع اندر میں اربکیوں کے کمانڈر کی ہلاکت کی خبر دی۔ یہ کمانڈر مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوگیا تھا۔

یہ حملے ان روزانہ کے معمول کی کارروائیوں کے علاوہ ہیں جن میں دشمن کے

افراد کو بھاری جانی ومالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ اسی طرح انتخابات کے روز سینکڑوں حملے مجاہدین کی جانب سے دشمن کے مراکز اور انتخابی حلقوں پر ہوئے جس کی تفصیل مختلف عنوانات میں پیش کی جارہی ہے۔

عوامی نقصانات:

عوامی نقصانات کا سلسلہ حسب معمول اب بھی جاری ہے۔ ملک کے طول وعرض میں داخلی دشمن ماضی کی طرح اب بھی عام لوگوں کی ہلاکت، اغواء اور لوٹ مار میں مصروف ہے۔ اس سلسلے میں 10 اپریل کو خارجی جارحیت پسندوں نے فضائی بمباری میں قندہار ضلع میوند میں تین مقامی افراد کو شہید کردیا۔

15 اپریل بروز منگل نیشنل آرمی کے اپنے اعتراف کے مطابق صوبہ خوست میں خارجی جارحیت پسندوں کی بمباری میں 2 بچے اور ایک خاتون شہید ہوگئی۔

21 اپریل بروز منگل اربکیوں نے فاریاب ضلع پشتون کوٹ میں 2 گاؤں کے عام لوگوں کو زدوکوب وتشدد کیا اور لوٹ مار کیا۔ اربکیوں نے یہ وحشیانہ کارروائی اپنے کمانڈر کی ہلاکت کے انتقام میں کی۔ اسی طرح اربکیوں نے علاقے میں 16 عام افراد جن میں 2 علاقائی علماء، 4 مدرسے کے طلباء اور 10 بچے، خواتین اور بوڑھے شہید ہوگئے۔ بعد میں انہوں نے 40 گھروں کو آگ لگادی۔

عوامی مظالم کے سلسلے میں 23 اپریل بروز بدھ ذرائع ابلاغ کے مطابق فاریاب کے گورنر ہاؤس کے سامنے لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین ایک مقامی حکومتی عہدیدار کی جنسی زیادتی کے خلاف احتجاج کررہے تھے اور مذکورہ فرد کی سزا کا مطالبہ کررہے تھے۔

اس قسم کا آخری واقعہ 29 اپریل بروز پیر پیش آیا۔ حکومتی فوجیوں نے ننگرہار ضلع بہسود میں مظاہرین پر حملہ کردیا جس میں ایک فرد شہید اور دو زخمی ہوگئے

گذشتہ اپریل کے دوران مختلف ذرائع ابلاغ کے دیے ہوئے اعداد وشمار کی بنیاد پر مجموعی طور پر تقریباً 53 عام افراد بیرونی واندرونی دشمن کے ہاتھوں شہید ہوئے، زخمیوں کی کل تعداد 19 ہے۔ جبکہ 34 بے گناہ افراد گرفتار کرکے جیلوں میں ڈالے گئے ہیں۔

جارحیت پسندوں کی خفیہ جیلیں:

جارحیت کے آغاز سے اب تک بیرونی واندرونی دشمنوں کی خفیہ جیلیں اور عقوبت خانے مختلف اداروں کے لیے پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ بظاہر خارجی جارحیت پسندوں نے اپنی تمام خفیہ جیلیں بند کردی ہیں لیکن جنوبی صوبوں کو کرزئی کی جانب سے بھیجے گئے ایک وفد نے تحقیق کی ہے کہ بیرونی جارحیت پسندوں کے اب بھی قندہار اور ہلمند کے صوبوں میں خفیہ جیلیں قائم ہیں۔ اس وفد نے اس حوالے سے مزید معلومات دینے سے احتراز کیا ہے۔ اس رپورٹ کے بعد 30 اپریل بروز بدھ کابل کی مزدور انتظامیہ نے خارجی جارحیت پسندوں سے مطالبہ کیا ہے کہ اپنی 6 ذاتی جیلیں قندہار اور ہلمند کے صوبوں میں بند کردیں۔

کابل انتظامیہ کئی سالوں سے اپنے آقاؤں سے اس طرح کے مطالبے کرتا آرہا ہے۔ لیکن عملی طور پر اب تک کوئی بھی نجی جیل ختم نہیں کی جاسکی۔ بلکہ ظاہری اور ڈرامائی شکل میں جیلوں کے انتظامات داخلی مزدوروں کے حوالے کیے گئے ہیں۔ کچھ جیلیں اب بھی جارحیت پسندوں کے قبضے میں ہیں۔ جس پر کابل انتظامیہ کا کوئی اختیار نہیں چلتا۔

خالد بن ولید آپریشن:

خالد بن ولید آپریشن کے نام سے کارروائیاں اپریل کے مہینے میں بھی جاری رہیں۔ اور کئی اہم کامیابیاں بھی اس میں ہاتھ آئیں۔ یہاں ایسے کچھ حملوں کی جانب مختصر اشارہ کیا جاتا ہے۔

2 اپریل بروز بدھ امارت اسلامیہ کے مجاہدین دشمن کی تمام رکاوٹیں عبور کرکے وزارت داخلہ کے مرکزی دفتر پر حملہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ مجاہدین نے دوپہر کے بعد دفتر کے دروازے پر پہنچ کر وہاں موجود اہلکاروں سے باقاعدہ جنگ شروع کردی۔ کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی اس لڑائی میں وزارت داخلہ کے درجنوں سیکیورٹی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

اسی طرح انتخابی ڈرامے کو ناکام بنانے کے لیے مجاہدین نے 1088 مختلف حملے کرکے بڑی حد تک انتخابات کو ناکام بنادیا۔ اس سلسلے میں وزارت دفاع نے 5 اپریل بروز ہفتہ مجاہدین کی جانب سے انتخابی مراکز پر 690 حملوں کے واقعات کا اعتراف کیا۔ جس میں درجنوں حکومتی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

ان حملوں کے سلسلے میں 17 اپریل کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے فاریاب کی مرکزی جیل سے اپنے کئی قیدی چھڑالیے۔ اس حملے میں جیل کے سیکیورٹی اہلکار بھی ہلاک ہوگئے۔

مجاہدین کی قوت کا اعتراف:

اگرچہ جارحیت کے اس طویل دورانیے میں دشمن نے کئی بار مجاہدین کی قوت کا اعتراف کیا ہے۔ مگر مختلف ذرائع اور وسائل کا استعمال کرکے دشمن یہ پروپیگنڈہ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اپنی شکست چھپاکر ایسا ظاہر کریں کہ مجاہدین کمزور ہوگئے ہیں اور ان میں مقابلے کی ہمت نہیں ہے۔

اس سلسلے میں 7 اپریل بروز پیر پریس ٹی وی کے حوالے سے مشہور تجزیہ کار اور افغان جنگ کے مخالف ریگ روزوف نے کہا ہے کہ امریکیوں سمیت سارے جارحیت پسند طالبان کے مقابلے میں کمزور ہیں۔ اس تجزیہ کار کے مطابق وہائٹ ہاؤس کی حالیہ سیاست جو بظاہر جنگ کے خاتمے کی جانب جارہی ہے درحقیقت افغانستان اور دنیا بھر میں جنگ کو دوام بخشنے کا سبب ہے۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

گذشتہ اپریل کے مہینے میں مجموعی طور پر 300 کابل انتظامیہ کے سیکیورٹی اہلکار بشمول اربکیوں، پولیس اور نیشنل آرمی کے دعوت وارشاد کمیشن کی کوششوں اور مقامی مجاہدین کے تعاون سے مجاہدین کی صف میں شامل ہوگئے ہیں۔

اس ماہ کے دوران 5 فوجی قندوز، 70 نورستان، 54 ننگرہار، 14 بدخشان، 4

پکتیکا، 6 فوجی پکتیا، 3 فوجی بلخ، ایک لغمان، 4 پروان، 2 جوزجان، 25 اروزگان، 63 سرپل، 3 دایکنڈی، 20 ہلمند، 2 زابل، 6 غزنی، 17 فاریاب، 11 ہرات اور 9 اہلکار قندہار میں مجاہدین سے مل گئے ہیں۔ ان افراد کی تفصیلی فہرست اور معلومات دعوت وارشاد کمیشن کی ماہانہ رپورٹ میں مطالعہ کی جاسکتی ہے۔

خارجی جارحیت پسندوں سے نفرت کا اظہار:

جارحیت کے بعد سے اب تک افغان عوام نے مختلف شکلوں میں جارحیت پسندوں کے خلاف اپنی نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں 24 اپریل بروز جمعرات خصوصی ہسپتال کیور (Cure) کے ایک محافظ نے 3 امریکی فوجیوں کو نشانہ بناکر ہلاک کردیا۔ اس حملے میں ایک اور امریکی زخمی ہوگیا۔

جارحیت پسندوں کا فرار:

گذشتہ دو سالوں سے جارحیت پسندوں کی فرار کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلے میں 27 اپریل بروز اتوار پولینڈ نے غزنی میں اپنی جارحیت کا خاتمہ کردیا۔ اور اپنے فوجیوں کو اس صوبے سے نکال دیا ہے۔

ایک چھت دو ہوائیں:

جارحیت پسند فوجیوں نے اپنی جارحانہ کوششوں کے ساتھ مختلف شکلوں میں مجاہدین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ کبھی عسکری، ثقافتی اور کبھی سیاسی طریقے سے یہ کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ جو آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور دشمن کی صفوں میں کھڑے ہیں وہ مجاہدین کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں سرینا ہوٹل پر ہونے والے مجاہدین کے حملے میں ایک صحافی اپنی بیوی اور بچوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ یہ حقیقت سب پر واضح ہے کہ صحافی اور اس کے خاندان کو سیکیورٹی اداروں کے اہلکاروں نے خود مارا ہے۔ لیکن ذرائع ابلاغ نے اس حقیقت پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور کسی ثبوت اور شواہد کے بغیر ہی مجاہدین پر صحافی کے قتل کا الزام لگایا ہے۔ اور دو ہفتوں کے لیے مجاہدین کی خبریں نشر کرنے سے احتراز کیا ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ خوست کے ضلع تنی میں ایک پولیس اہلکار نے دو خواتین صحافیوں کو نشانہ بنایا جس میں ایک خاتون موقع پر ہی ہلاک اور ایک زخمی ہوگئی۔ یہ حملہ ایسے واضح انداز میں ہوا تھا کہ کسی حکومتی فرد یا میڈیا کے لیے اس کا الزام طالبان کے سر تھوپنا ممکن نہ تھا۔ نہ ان حقائق کا چھپانا ممکن تھا۔ لیکن حسب معمول اس بار بھی صحافتی تنظیموں کی زبانوں پر سکوت کی مہر لگی رہی اور نہ صرف یہ کہ نہ انتظامیہ کے خلاف کوئی رد عمل ظاہر کیا گیا بلکہ معاملے کی نگرانی اور تحقیق سے بھی دستبردار ہوگئے۔ اس لیے یہ مسئلہ واقعہ کے وقوع کے بعد ایسا ہوگیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

جعلی انتخابات:

خارجی جارحیت پسند جب اپنی جارحیت کے سامنے کوئی بھی رکاوٹ دیکھتے ہیں تو انتخابات کا رخ کرتے ہیں۔ اور ایک جعلی اور علامتی انتخابات کا انعقاد کروادیتے ہیں۔ غافل اور سادہ لوح لوگوں کو یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا وہ آزاد ہیں اور اپنی مرضی سے اپنی حکومت خود منتخب کرتے ہیں۔ افغانستان میں بھی یہ ڈرامہ اسی شکل میں آگے بڑھایا جارہا ہے۔ 5 اپریل بروز ہفتہ ایک بار پھر عوام اور ملک کی اہانت کی گئی۔ اور اس قدر نام نہاد انتخابات ہوئے جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ اگرچہ یہ عام انتخابات عالمی برادری کے شور میں منعقد کیے گئے۔ اور دعوکا دہی کے اس نعرے نے ساری دنیا میں غلغلہ برپا کردیا۔ لیکن اسی روز افغان عوام نے اپنے فیصلے اور انتخابات میں شرکت نہ کرکے دکھادیا کہ ایسے انتخابات قابل قبول نہیں ہیں۔ دوسری طرف شرکت کرنے والے افراد نے بھی انتخابات کے قواعد اور اصول ایسے پامال کیے کہ دنیا میں پہلی بار لوگ اس قدر حیرت کا شکار ہوگئے۔

انتخابی کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر 13 ملین ووٹروں کی تیاری کی گئی تھی۔ مگر ان کی پوری اشتہاری مہم کے باوجود صرف 7 ملین لوگوں نے شرکت کی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لاکھوں کی تعداد میں جعلی ووٹ بکسوں میں ڈالے گئے تھے۔ اس کے علاوہ جب پہلے 10 فیصد نتائج کا اعلان کیا گیا ووٹوں کی مجموعی تعداد 5 لاکھ بتائی گئی تھی۔ اور یہ بھول گئے کہ پہلے انہوں نے ووٹوں کی کل تعداد 7 ملین بتائی تھی۔ اس لحاظ سے 10 فیصد ووٹوں کی تعداد 7 لاکھ ہونی چاہیے تھی۔

دوسری طرف 9 اپریل کو فیفا (انتخابات کی نگرانی کا ادارہ) نے تسلیم کیا کہ انتخابات کے دن دھاندلی اور جھوٹ کے 11 ہزار واقعات پیش آئے۔

اسی طرح 17 اپریل کو معاشرتی حقوق کے ادارے کے ترجمان نے ایک پریس کانفرنس میں کابل میں کہا کہ اربکیوں اور جنگجو ڈاکوؤں نے ملک بھر میں لوگوں کو زبردستی ووٹ کاسٹ کرنے پر مجبور کیا۔ مذکورہ ادارے نے اس مسئلے کو انتخابات کی شفافیت کے مسئلے کے ذیل میں اٹھایا ہے۔

پوست کی کاشت میں اضافہ:

افغانستان پر جارحیت کے بعد جارحیت پسند ملکوں نے ایک اور نعرہ پوست کی کاشت کے خاتمے کا لگایا تھا۔ اور اس مقصد کے لیے ملینوں ڈالر کا بجٹ رکھا گیا اور خصوصی ادارہ تشکیل دیا گیا۔ تاکہ اس سلسلے کی نگرانی کی جائے۔ مگر ان ساری کوششوں اور مصارف کا نتیجہ الٹا نکلا۔ افغانستان کئی بار پوست کی کاشت میں پہلے نمبر پر آیا۔

25 اپریل بروز جمعہ افغانستان کے ریسرچ ادارے نے پوست کی کاشت کے اضافے پر اپنا خدشہ ظاہر کیا۔ اور اپنی شائع کی ہوئی رپورٹ میں لکھا ہے کہ افغانستان میں 2011 سے 2013 تک تین سال مسلسل پوست کی کاشت اور تجارت سال بسال بڑھتی جارہی ہے۔ 2014 میں یہ سلسلہ اور سرعت سے آگے بڑھ رہا ہے۔

حالانکہ امارت اسلامیہ کی حکومت کے دوران بلا کسی مصارف کے صرف ایک فرمان کے اصدار پر پورے ملک میں پوست کی کاشت بند کردی گئی تھی۔ اور ساری دنیا اس بات اتفاق کرتی ہے کہ اس فرمان کے بعد جارحیت کے دور تک ایک کلو پوست بھی افغانستان سے باہر نہیں گیا۔

مئی کے مہینے میں ہونے والے کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اجنٹوں کے ہلاکتیں	اجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	122	5	33	12	234	54	44	19	8	3
-2	ہلمند	154	1	10	6	331	137	46	20	20	1
-3	غزنی	109	0	7	6	166	137	39	4	7	0
-4	خوست	31	0	0	0	28	21	4	3	0	0
-5	لورستان	11	0	0	0	18	3	0	1	1	0
-6	میدان وردگ	99	0	3	5	173	106	60	0	2	0
-7	کونڑ	89	0	10	0	57	56	6	0	0	0
-8	پکتیکا	112	0	0	0	139	122	36	6	1	0
-9	زابل	154	1	10	2	138	63	33	2	12	1
-10	لوگر	69	0	2	0	135	74	15	3	10	0
-11	کاپیسا	20	0	2	1	22	12	3	1	0	0
-12	روزگان	32	0	0	0	58	26	9	1	0	0
-13	پکتیا	92	0	0	0	136	83	24	4	1	0
-14	فراہ	25	0	0	0	50	34	2	5	11	0
-15	کابل	27	1	9	2	27	15	12	1	0	0
-16	ننگرہار	177	2	0	3	179	244	45	4	9	0
-17	لغمان	42	0	4	4	29	30	13	1	0	0
-18	ہرات	53	0	2	1	66	41	22	2	1	0
-19	نیمروز	25	1	0	0	74	50	8	17	5	1
-20	بادغیس	23	0	0	0	20	32	4	2	10	0
-21	قندوز	87	0	0	0	180	145	18	8	18	0
-22	بغلان	21	0	0	0	14	29	5	0	1	0
-23	فاریاب	42	0	0	0	48	36	12	5	7	0
-24	غور	14	0	0	0	10	4	0	0	0	0
-25	پروان	44	0	9	7	33	19	43	1	1	0
-26	غزار	9	0	0	0	20	22	4	4	0	0
-27	سمنگان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-28	بدخشان	13	0	0	0	24	11	0	4	1	0
-29	بامیان	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0
-30	بلخ	9	0	0	0	10	12	2	1	0	0
-31	سرپل	8	0	0	0	13	4	2	1	4	0
-32	دائی کنڈی	7	0	0	0	8	13	1	0	3	0
-33	جوزجان	17	0	0	0	23	16	13	2	2	0
-34	پنج شیر	1	1	0	0	13	16	0	1	0	1
مجموعہ		1738	12	101	49	2476	1667	525	123	135	7

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- قندہار میں دو ہیلی کاپٹر 2- لوگر میں ایک طیارہ

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

غیرت مند افغانیو!

حال ہی میں کچھ روز قبل جارحیت پسندوں اور اتحادیوں نے کوشش کی کہ اسلامی ملک کی محترم سرحدوں کا دفاع اور ان جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد اور مزاحمت کو ایک غیر شرعی عمل ثابت کیا جائے۔ افغان سرزمین پر ہونے والی بیرونی جارحیت سے عوام کی توجہ ہٹائی جائے اور جارحیت پسندوں کے خلاف مزاحمت کو افغانوں کی آپس کی جنگ قرار دیا جائے۔ یہ لوگ سورج کو دو انگلیوں سے چھپانا چاہتے ہیں!

کابل انتظامیہ چند پروردہ چہروں کی نمائشی کانفرنسوں کے ذریعے افغانستان کے خلاف 49 ممالک کے باقاعدہ منظم فوجی تسلط اور ہمہ پہلو جارحیت کو بدعنوان توجیہات کے ذریعے جواز بخشنا چاہتی ہے۔ مگر ان کانفرنسوں کے میزبانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان شاء اللہ، پروردگار کی نصرت سے افغان عوام کی فتح کے دن قریب آچکے ہیں۔ جارحیت پسندوں کی شکست اور اسلامی نظام کی حاکمیت انتہائی قریب تر ہے۔ اس لیے اس طرح کی ناکام اور بے جا کوششوں کا انھیں کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ جارحیت پسندوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے محدود اڈے بھی کسی صورت قابل قبول نہ ہوں گے، اور اس کے مقابل مسلح جہاد اور بھی مضبوط ہو گا۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

3rd Year June 2014

اس عظیم کامیابی اور فتح کا تقاضہ ہے کہ تمام مجاہدین رب منان کی بارگارہ میں سر بسجدہ ہوں۔ جس نے ہمارے مجاہد عوام کی قربانیوں پر اثرات مرتب کیے اور دشمن کے چنگل سے ہمارے مجاہدین کو رہائی دلائی۔

اس حوالے سے مملکت قطر اور اس کے امیر جناب شیخ تمیم بن حمد بن خلیفہ آل ثانی کا شکریہ کرتا ہوں، جنہوں نے مذکورہ رہنماؤں کی رہائی میں مخلصانہ جدوجہد، ثالثی اور میزبانی کا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالی سے ان کے لیے دنیا میں عوض اور آخرت میں اجر کا خواستگار ہوں۔

اللہ تبارک وتعالی ان رہنماؤں کی طرح ہمارے ان تمام مظلوم ہم وطن قیدیوں کو رہائی عطا فرمائے جو اپنے ملک کی آزادی اور دین کی خدمت کی راہ میں پابند سلاسل ہیں۔ یہ عظیم کامیابی ہمیں اپنے ملک کی مکمل آزادی کی نوید سناتی ہے اور ہمیں مزید اطمینان دلاتی ہے، کہ ان شاء اللہ افغان مجاہد عوام کی آرزوؤں کی ناؤ اب ساحل کے بہت قریب پہنچ چکی ہے۔ ان شاء اللہ وما ذلک علی اللہ بعزیز

قیدیوں کی رہائی کے موقع پر عالیقدر امیر المومنین کے پیغام سے اقتباس